مسلسل
اشاعت
کے سال
اڑتالیس

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

# ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ


567-68
محرم،صفر ۱۴۳۴ھ
نومبر،دسمبر 2012


مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

# معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

# اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمدللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباءٔ نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباءٔ علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کیلئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ رقوم چیک ڈرافٹ، پے آرڈر یا آن لائن کی جاسکتی ہیں۔ **واجرکم علی اللہ**

**ترسیل زر کا پتہ**

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

| | | |
|---|---|---|
| یو بی ایل اکوڑہ خٹک | نیشنل بینک اکوڑہ خٹک | مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ |
| برانچ کوڈ (0288) | برانچ کوڈ (1520) | 11240201001102-6 |
| اکاؤنٹ نمبر 100-0001-7 | اکاؤنٹ نمبر 17-5 | |

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا


اے بی سی آر

ماہنامہ

# الحق

جلد نمبر ۔۔۔۔۔۔ 48

شمارہ نمبر ۔۔۔ 3 - 2

محرم/صفر ۔۔۔۔ ۱۴۳۳ھ

نومبر/دسمبر ۔۔۔ ۲۰۱۲ء



| مدیر اعلیٰ | نگران | مدیر |
| --- | --- | --- |
| حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ | حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ | حافظ راشد الحق سمیع حقانی |

ناظم شفیق الدین فاروقی


## اس شمارے کے مضامین


- نقش آغاز: ۔متحدہ دینی محاذ کا قیام ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب کی اہلیہ کی وفات ۔.................راشد الحق سمیع حقانی ۲
- حضرت مولانا غلام حیدر" فاضل دیوبند کی جدائی.........مولانا محمد ابراہیم فانی ۶
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۸
- فرقہ واریت کے نقصانات' اسباب اور تدارک......شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۳
- رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور ان کے محرکات.................ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی ۲۹
- علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات.................حضرت مولانا نور محمد ثاقب ۳۸
- تبلیغ اور تبلیغی جماعت کی اہمیت و ضرورت (افادات مولانا محمد یوسف بنوریؒ)......مفتی محمد راشد ڈسکوی ۴۴
- اہانت آمیز فلم پر ہمارا غیر دعوتی ردعمل.................مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی ۵۲
- ابوالکلامیات.................امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ ۶۰
- حضرت مولانا حاجی غلام حیدرؒ.................مولانا محمد امین دوست حقانی ۶۲
- اسلامی سال کا دوسرا مہینہ صفر المظفر اور جاہلانہ رسومات.................مولانا حبیب اللہ حقانی ۶۷
- اشکِ غم.................مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی ۶۹
- دارالعلوم کے شب و روز.................جناب شفیق الدین فاروقی ۷۰
- تعارف و تبصرہ کتب.................ادارہ ۷۱



ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435

فیکس نمبر Fax(0923)630922

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak

ویب سائٹ : www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250' بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

# متحدہ دینی محاذ کا قیام

پاکستان کی موجودہ نازک ترین صورتحال دن بدن امریکی غلامی' اس کی سازشوں نام نہاد عالمی کولیشن میں شمولیت پھر اس کے فرنٹ لائن بننے کے باعث اور موجودہ حکومت کی نااہلی' بدانتظامی و کرپشن کے باعث بگڑتی چلی جارہی ہے۔ امن وامان کی خراب صورتحال نے تو تقریباً ملک بھر کو معذور و معطل کردیا ہے اور رہی سہی کسر روز افزوں کرپشن کی ''ترقی'' کے باعث پوری ہوگئی ہے۔ سیکولر سیاسی جماعتیں اور قوم پرست پارٹیاں تو شروع دن ہی سے امریکہ اور اس کے حواریوں کے جھنڈے تلے قومی وملی غلامی پر متفق ومتحد ہیں اور ان کی صفیں یکجا ودرست ہیں۔

مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ۔۔۔ یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تُو

لیکن زیادہ تکلیف دہ امر یہ ہے کہ اس تمام خراب صورتحال اور زمینی حقائق کے ادراک اور حالات واقعات کے بدلتے تیوروں کے باوجود مذہبی قیادت کی صفیں نہ صرف پریشاں بلکہ ان کا شیرازہ پہلے سے زیادہ بکھر چکا ہے اور دور دور تک آپس میں مکمل اتفاق واتحاد کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا ہے۔ ماضی قریب میں مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی آوازیں اٹھتی رہیں اور اس ضمن میں ایک آدھ سنجیدہ کوششیں بھی ہوئیں۔ اسی سلسلے میں ''دفاع پاکستان کونسل'' کا قیام اور اس کی شاندار سیاسی کارکردگی نے امریکی غلامی کی لوری کے نتیجے میں سونے والی قوم کو کافی حد تک خوابِ غفلت سے نہ صرف جگایا بلکہ قوم میں عالمی استعمار اور اس کے ایجنٹوں کے خلاف بیداری وحمیت کی ایک نئی روح بھی پیدا کردی۔ گو کہ ''دفاع پاکستان کونسل'' ایک غیر سیاسی پلیٹ فارم تھا۔ اور اس کا اصل مقصد ملک کی تمام مذہبی ونظریاتی جماعتوں کو ایک نکتہ ایجنڈے پر متفق کرنا تھا کہ پاکستان فوری طور پر امریکی ونیٹو اتحاد سے باہر آجائے اور اس کا کندھا مزید مسلمانوں کے خون بہانے کیلئے استعمال نہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ''دفاع پاکستان کونسل'' کی قیادت نے تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کو بار بار اس پلیٹ فارم میں شمولیت کی دعوت دی۔ لیکن بدقسمتی سے امریکی کیمپ میں بیٹھے ہوئے سیاسی جماعتوں اور اس بدترین امریکی اتحادی حکومت کے دیرینہ اتحادیوں نے اس کونسل میں شمولیت تو کجا بلکہ مخصوص اشاروں اور خاص ایجنڈے کے تحت اس کی بھرپور مخالفت کو اپنا وطیرہ اور سیاسی ایجنڈا بنالیا اور اس کے مقابلے ومخالفت میں ملک بھر میں اجتماعات کرائے گئے۔ لیکن الحمدللہ ''دفاع پاکستان کونسل'' کا حریت وآزادی اور کامل بیداری کا سفر جاری وساری ہے۔ اسے سیاسی مخالفین کے لومۃ لائم' طعن وتشنیع اور الزامات کے تیر ونیزوں نے کم ہمتی' شکستہ پائی اور کم رفتاری پر مجبور نہیں کیا۔ ع نہ ہم منزل سے باز آئے نہ ہم نے راستہ بدلا

پھر کونسل کی مقبولیت وافادیت وفعالیت کو مزید کم کرانے کیلئے اسکے مدِ مقابل ایک بار پھر متحدہ مجلس عمل کے تنِ مردہ میں

جان ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ جس طرح ماضی میں ''دفاع افغانستان و پاکستان کونسل'' کو غیر فعال بنانے کیلئے جنرل پرویز مشرف اوراس کے اہم جرنیلوں کے کہنے پر ایم ایم اے بنائی گئی تھی اور جس کا اعتراف اب پرویز مشرف اپنے انٹرویوز میں کھلم کھلا کر چکے ہیں۔ اسی لئے تو ایم ایم اے نے پانچ سال تک پرویز مشرف کی غیر آئینی حکومت اور اس کی وردی کو نہ صرف دوام بخشا بلکہ اس کے گناہ بھی بخشوائے۔ چنانچہ ایک بار پھر ''دفاع پاکستان کونسل'' کے مقابلے میں اوراسے غیر فعال بنانے کیلئے جہاں ایم ایم اے کا نیا ایڈیشن سامنے لایا گیا ہے وہیں کچھ پرانے مہربان ''ملی یکجہتی کونسل'' کا چلا ہوا کارتوس بھی دوبارہ آزمانے چلے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ کونسل میں اصل فریق جماعت ''اہل سنت والجماعت'' کا کہیں نام ونشان بھی نہیں پایا جاتا' جہاں ہر سو صرف بیرونی برانڈ ''اتحاد بین المسلمین'' ہی کا ٹریلر نظر آتا ہے۔ اب تازہ اطلاعات کے مطابق ایم ایم اے والے سیٹ ایڈجسٹمنٹ کے نام پر اے این پی جیسی تشدد پسند' امریکی نواز' قوم فروش اوراسلام بیزار جماعت کے ساتھ اور دیگر سیکولر جماعتوں کے ساتھ صوبائی اور علاقائی سطح پر بھی ممکنہ طور پر آئندہ الیکشن کیلئے گٹھ جوڑ کر رہے ہیں اور اگر سیٹ ایڈجسٹمنٹ اور اتحاد نہیں کرتا تو وہ جمعیت علماء اسلام (س)' جماعت اسلامی پاکستان' جماعت اہل سنت والجماعۃ (سپاہ صحابہؓ) اور جمعیت علماء اسلام نظریاتی کے ساتھ نہیں کرنا اور نہ انہیں درخوراعتناء سمجھنا ہے۔ لیکن اس تمام تر زیادتیوں اور ''دفاع پاکستان کونسل'' و ''متحدہ دینی محاذ'' کو برا بھلا کہنے کے باوجود ''متحدہ دینی محاذ'' دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح متحدہ مجلس عمل وغیرہ کیساتھ بھی انتخابی اتحاد کیلئے تیار ہے کیونکہ ہم دائیں بازو کے ووٹ کو منقسم کرنے کے قائل نہیں اوراسی لئے بھی کہ آنے والے انتخابات پاکستان کیلئے امریکی غلامی کے تسلط سے نکالنے کیلئے ایک بڑا موقع ہیں۔ اگر اس اہم ترین موڑ پر بھی تمام دینی قائدین اور جماعتوں نے عقل ودانش کا مظاہرہ نہ کیا اور اپنی آنکھیں نہ کھولیں اوراپنی اپنی اَنا کے بت کی پرستش کرتے رہے تو اس کا خمیازہ ملک وملت کیساتھ ساتھ ان دینی جماعتوں اور قائدین کو بھی بھگتنا پڑے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس نازک وقت میں جبکہ سارے عالم اسلام میں اسلامی جماعتوں کی پذیرائی ہو رہی ہے اور مختلف اسلامی ممالک کے انتخابات میں کامیابی ان کے قدم چوم رہی ہے لہٰذا اس تمام تناظر میں اہل وطن اور سنجیدہ حلقوں کی نگاہیں بھی دینی جماعتوں کے مستقبل کی سیاست اور اتحاد پر لگی ہوئی ہیں' خدا کرے کہ پاکستان میں بھی مصر' تیونس' لیبیا' اردن اور ترکی وغیرہ کی طرح تمام دینی وسیاسی اور محب وطن جماعتیں یکجا ہو کر آئندہ الیکشن کیلئے متفق ومتحد ہو جائیں اور امریکی غلامی وعالمی کولیشن سے پاکستان کو باہر کرنے کا یک نکاتی ایجنڈا قوم کے سامنے پیش کریں ان شاء اللہ قوم انہیں ماضی کی طرح مایوس نہیں کرے گی۔ اگر ہمارے قائدین خلوص نیت سے اپنے اپنے مفادات اور قد سے ذرا اونچا جھانک لیں تو پاکستان میں بھی آنے والے الیکشن میں انہیں خاطر خواہ پذیرائی مل سکتی ہے۔ بشرطیکہ سوچنے والی عقل' دیکھنے والی آنکھ اور خلوص وجذبہ والا دل موجود ہو۔

ؔ نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے ارے اے 'جبہ ودستار والو' تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

# شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب کی اہلیہ کی وفات

۳۰ نومبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ علی الصباح شیخ الحدیث نائب مہتمم حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب مدظلہ کی اہلیہ محترمہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث نوشہرہ کے سی ایم ایچ ہسپتال میں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کا جنازہ جمعہ کے دن عصر کے بعد اکوڑہ خٹک کی وسیع وعریض عیدگاہ میں پڑھا گیا۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے حضرت مولانا انوار الحق صاحب سے جنازہ پڑھانے کیلئے کہا کہ اقرب ولی آپ ہیں۔ نماز جنازہ میں علماء' طلباء اور عوام الناس کی ایک عظیم الشان ریکارڈ تعداد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ میں الحمدللہ اس قدر عظیم خلقِ خدا اکٹھی ہوئی جو یقیناً مرحومہ کی عنداللہ قبولیت کی ایک بڑی علامت ہے۔ مرحومہ انتہائی نیک سیرت' پاک دامن اور عابدہ زاہدہ شخصیت تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کئی صلاحیتوں اور جواہر سے آراستہ وپیراستہ فرمایا تھا۔ سلیقہ مندی اور گھریلو امور میں آپ کے انتظامات قابل رشک تھے۔ حضرت دادی جان مرحومہ اور حضرت والدہ ماجدہؒ کے بعد خاندان بھر کی خواتین میں آپ انتہائی قابل احترام اور مقبول تھیں اور آپ نے اِن دونوں بزرگ خواتین کی جدائی کے بعد سارے حقانی خاندان کی خواتین' بچوں اور بڑوں کو اپنی مشفق ونرم خُو طبیعت کے باعث وحدت واتفاق کی لڑی میں پیرویا ہوا تھا۔ سخاوت کا عنصر بھی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اپنے وبیگانے اور خصوصاً طلباء وعلماء کی ضیافت اور مہمان نوازی کیلئے آپ ہر وقت باورچی خانے میں موجود ہوتیں۔ گوکہ آپ کچھ عرصے سے شوگر اور گردوں کے امراض میں مبتلا تھیں مگر اس کے باوجود آپ ایک دن بھی اپنے بیمار شوہر کی خدمت اور گھریلو امور سے کنارہ کش نہ ہوئیں اور اپنی معمولاتِ زندگی پر بیماری کو حاوی نہ ہونے دیا۔ حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ جب حیات تھے اور سارا خاندان انہی کے زیرسایہ ایک ساتھ رہ رہا تھا اور دارالعلوم کے اساتذہ کرام کے لئے وہاں سے روزانہ سالن کی بڑی بڑی ہانڈیاں تیار ہوکر مدرسے بھیجی جاتی تھیں تو آپ کا بھی اُن خدمات میں بڑا حصہ رہا ہے۔ یہاں حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کے گھر بھی دارالعلوم حقانیہ اور حضرت کے مہمانوں کی آمد ورفت کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے ان علماء طلباء کی ہمہ وقت آمد کے موقع پر ان کی ضیافت کرنا اپنے لئے بار نہ سمجھتیں۔ اس کے علاوہ روزانہ قرآن ودلائل الخیرات کی بلاناغہ تلاوت کرنا اور زندگی بھر نماز تہجد پڑھنا آپ کا خصوصی طرہ امتیاز رہا ہے۔ ان شاء اللہ آپ کی یہی دینی خدمات دارالعلوم حقانیہ وعلماء ومشائخ کے ساتھ عقیدت رکھنا' اسلامی احکامات پر کامل طریقہ سے عمل پیرا ہونا' شوہر کو راضی رکھنا اور عالم وحفاظ اولاد کی تعلیم وتربیت وغیرہ آپ کے سفرِ آخرت کیلئے بہترین سرمایہ وزادِراہ ہیں۔ جمعہ کے دن غروب آفتاب سے کچھ دیر قبل آپ کی تدفین حقانی قبرستان میں حضرت دادی جانؒ کے قدموں میں ہوئی۔ مزار کے سرہانے جامعہ تحسین القرآن کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد عمر علی مدظلہ نے تلاوت قرآن پاک سے زخمی دلوں پر مرہم کا سامان کیا۔ قبرستان میں علماء ومشائخ کا جم

غفیر آخر تک رہا۔ دوران جنازہ و دوران تدفین ذکر و اذکار اور دعاؤں کی بدولت عجیب روحانی فضا قائم تھی۔ حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ نے اس موقع پر پُر اثر اور روح پرور بیان اور رقت آمیز دعا فرمائی۔ جنازہ کے موقع پر علماء، طلباء، فضلائے حقانیہ، سیاسی زعماء اور ملک و ملت کے چیدہ چیدہ شخصیات کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور آج تک تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ دارالعلوم میں جاری و ساری ہے اور ملک بھر کے مدارس و مساجد میں بھی ختمات قرآن اور دعاؤں کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور چچا جان حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ ان کی اولاد اور تمام خاندان کے افراد کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین

**اللهم اغفرلها وارحمها وادخلها الجنة بحرمت لا اله الا الله محمد رسول الله**

---

# اظہار تشکر

میری اہلیہ مرحومہ کے سانحہ وفات کے موقع پر جو علماء، طلباء، سیاسی زعماء، دانشور، ارباب حکومت اور ملک بھر سے آئے ہوئے مہمانوں نے جس خلوص سے جنازہ میں شرکت کی اور آج تک تعزیت و دعا کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور اس کے علاوہ ملک بھر کے مدارس و مساجد میں مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب و ختمات قرآن کی محافل منعقد کیں اس سے نہ صرف مجھے بلکہ میرے پورے غمزدہ خاندان کو صبر اور حوصلہ ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ موت برحق ہے، دنیا فانی ہے۔ ہم سب نے عالمِ جاودانی میں جانا ہے جو اصل زندگی ہے کل من علیها فان میں اور برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ بلکہ سارا حقانی خاندانی آپ کی یہاں اکوڑہ خٹک زحمت کرنے اور یہاں قدم رنجہ فرمانے پر دل و جان سے شکر گزار ہیں۔ آپ کے تعزیتی ٹیلی فونز، خطوط اور پیغامات سے ہمیں مزید اطمینان و صبر ملا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ لوگوں کا خلوص و چاہت اور دارالعلوم حقانیہ سے عقیدت اور خاندان حقانی کے ساتھ وابستگی اپنے دربار میں قبول فرمائے اور آپ کو اجر جزیل سے نواز کر مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں بہترین مقامات قرب و رضا پر فائز فرماوے۔ (امین) مرضی مولیٰ پر بجز صبر و شکر کے چارہ نہیں۔ آپ حضرات کی عافیت و سرخروئی دارین کیلئے ہم سب دست بدعا ہیں۔

والسلام

(مولانا) محمد انوار الحق حقانی

نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک و نائب صدر وفاق المدارس پاکستان

مولانا محمد ابراہیم فانی

# الحاج حضرت مولانا غلام حیدرؒ فاضل دیوبند کی جدائی

کاروانِ شوق اور قافلہ حق کا ایک ایک ساتھی یکے بعد دیگرے کاروان سے بچھڑتا جارہا ہے۔اور جن کا وجود ہم جیسے بے بضاعتوں اور تہی دامنوں کے لئے ایک شجر سایہ دار اور سائبان کی حیثیت رکھتا تھا وہ اس مادی دنیا کے علائق سے منہ موڑ کر سوئے دار عقبیٰ روانہ ہو رہے ہیں' جن کی جبینوں پر ہمارے پاکیزہ اور قدسی صفات اکابر و اسلاف کے تابندہ و درخشندہ نقوش ہم مطالعہ کرتے تھے۔آج ہماری آنکھیں ان نورانی پیشانیوں کے دیدار سے محروم ہیں۔

ان مسافران ملک بقا میں ایک اور راہی کا اضافہ ہوا۔اور وہ ہیں ہمارے انتہائی محترم و مخدوم الحاج حضرت مولانا غلام حیدر صاحب چھوٹے لاہور والے (ضلع صوابی) جو کہ اب اس دنیا میں نہیں رہے' لیکن اپنی انکساری تواضع اور اخفائے حال کے حوالے سے آپ اپنے معاصرین میں کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔آپ نہ صرف شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید احمد مدنی قدس سرہ کے تلمیذ و شاگرد خاص تھے بلکہ ان کے اور اپنے تمام اکابر اساتذہ کے عاشق زار بھی تھے' غالباً ۱۹۴۲ء میں آپ نے دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغ حاصل کی' جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے انتہائی معتمد اور مخلص ساتھیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔اور آپ جامعہ حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے مستقل رکن تھے اور اس کے تمام اجلاسوں میں باقاعدہ شریک ہوتے رہے۔دارالعلوم کے ساتھ انکی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ ضعف و نقاہت اور پیرانہ سالی کے باوجود مہینہ میں ایک یا دو دفعہ ضرور تشریف لاتے' اور حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی وفات کے بعد انکی قبر پر باقاعدگی سے حاضری دے کر فاتحہ خوانی کرتے۔وفات سے ہفتہ دس دن قبل اپنے صاحبزادے مولانا رشید احمد حقانی اور چند خادموں کے ہمراہ پشاور کو ڈاکٹر کے پاس اپنے معائنہ کے لئے جاتے ہوئے دارالعلوم تشریف لائے' ان کے برخوردار نے کہا کہ داجی نے کہا کہ راستے میں دارالعلوم حقانیہ جائیں گے' وہاں حضرت شیخ الحدیثؒ کے مزار پر حاضری دوں گا اور کچھ دیر دفتر اہتمام میں قیام کر کے پھر پشاور جائیں گے۔حالانکہ آپ فالج کے مریض تھے' اور چلنے پھرنے میں آپ کو بہت دقت پیش آرہی تھی' چونکہ عوام میں آپ حاجی صاحب کے عرف سے معروف تھے۔اس لئے اکثر لوگ آپ کے علمی مقام اور رتبہ سے ناواقف تھے اور آپ نے اپنی وضع قطع بھی ایسی اختیار کی تھی' کہ کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا تھا کہ آپ فاضل دیوبند ہیں' گزشتہ سال آپ دارالعلوم تشریف لائے تھے تو احقر نے دوران درس دارالحدیث میں طلبہ کو ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ نحیف و نزار شخصیت مجسمہ علم اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں' اسی پر طلبہ کا ایک ہجوم ان کے ساتھ مصافحہ کیلئے ٹوٹ پڑا۔دورۂ حدیث کے طلبہ نے اصرار کیا کہ حضرت ہمیں اجازت حدیث سے نوازیں تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں شیخ الحدیث تھوڑا ہی ہوں' اجازت حدیث تو کوئی شیخ الحدیث ہی دے سکتا ہے۔بہرحال اخفائے حال کو انہوں نے اپنا

اوڑھنا بچھونا بنایا تھا۔آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا رشید احمد صاحب حقانیہ کے فاضل اور علم وعمل میں اپنے والد محترم ومرحوم کے عکسِ جمیل اور صحیح جانشین ہیں، آپ دارالعلوم تعلیم القرآن شاہ منصور (صوابی) میں صدر مدرس ہیں، اور دوسرے صاحبزادے مولانا فرید احمد صاحب کراچی میں ایک مدرسہ کے مہتمم اور جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ جب آپ کے سانحہ ارتحال کی اطلاع دارالعلوم حقانیہ دی گئی تو دارالعلوم کی فضا مغموم ہوگئی اور ہر کسی کی آنکھ اس عظیم خسارہ پر اشکبار تھی۔نماز جنازہ میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور نائب مہتمم صاحب مدظلہ سمیت مدرسین اور طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔آپ کی نماز جنازہ اپنے گاؤں لاہور میں ادا کی گئی۔ایک عظیم الشان جنازہ جس میں قرب وجوار اور دور ودراز سے علماء طلبہ حفاظ وقراء صلحا، عامۃ المسلمین اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔تدفین ونماز جنازہ سے قبل حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا جس میں آپ کی علمی شخصیت دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ کے ساتھ ان کے تعلق کا بطور خاص ذکر کیا۔مقامِ افسوس یہ ہے کہ ضلع صوابی میں (غالباً یہ آخری فاضل دیوبند تھے، جن کو گزشتہ دنوں سپرد لحد کیا گیا۔

دارالعلوم حقانیہ ادارہ الحق اور جامعہ کے تمام مدرسین وطلبہ وعملہ آپ کے سانحہ وفات پر آپ کے پسماندگان وصاحبزادگان مولانا رشید احمد ومولانا فرید احمد کے ساتھ مسنون تعزیت کرتے ہیں اور ان کے رفع درجات کے لئے دعا گو ہیں۔ جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی


# اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہم

پیشکش: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

امامِ ترمذیؒ کی جامع السنن کے **ابواب البرّ والصلۃ** کے درسی افادات جس میں والدین کے حقوق، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی، پڑوسیوں کے حقوقِ ہمسائیگی، بڑوں کا ادب واحترام، چھوٹوں پر رحمت وشفقت، بہنوں اور بیٹیوں کی تعلیم وتربیت، بیوی اور بچوں کی پرورش اور سرپرستی، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری، ضعیفوں اور بے کسوں کے ساتھ ہمدردی، غلاموں اور خادموں سے لطف اور نرمی، مریضوں کی عیادت، مصیبت زدہ کی مدد اور ان سے تعاون، نیز سلام کو عام کرنا، مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، عفو ودرگزر سے کام لینا، عہد کی پابندی کرنا، سچ بولنے کی عادت بنانا، الغرض ہر قسم کی خوش اخلاقی اور حسنِ معاشرت کی تعلیم دی گئی ہے اور ان اوصافِ حسنہ کی فضائل اور ان پر مرتب ہونے والے اجر وثواب کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ صفحات: ۴۰۰......ہدیہ: ۴۰۰ روپے

پیش لفظ: مولانا عبدالقیوم حقانی جمع وترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی

مکتبہ ایوان شریعت جامعہ حقانیہ سے طلب کی جاسکتی ھے

قسط (۱۵) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی

# عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

## ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۶ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ ضروری سمجھا گیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں............ (مرتب)

### شیخ الحدیث کا جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی مجلس عاملہ کا رکن منتخب ہونا:

(۲۵رجنوری ۱۹۵۶ء) مرکزی جمعیۃ علماء اسلام نے والد صاحب کو مرکزی مجلس عاملہ کا رکن منتخب کیا ہے۔ والد ماجد کو آج ڈھاکہ بنگال میں مرکزی مجلس عاملہ کے ہونے والے اجلاس میں شرکت کا دعوت نامہ ملا لیکن والد ماجد نے شرکت سے معذرت کا اظہار کردیا ہے۔

### جمعیۃ الطلبہ کی سالانہ کانفرنس اور اکابرین کی تقاریر:

(۱۱رفروری ۱۹۵۶ء) جمعیۃ الطلبہ کی سالانہ کانفرنس چار نشستوں پر مشتمل (گزشتہ روز) کل تک جاری رہی۔ مولانا شمس الحق افغانی، مولانا عبدالحنان ہزاروی، مولانا محمد امین راولپنڈی اور مولانا گل بادشاہ شاہ طوروی نے تقریریں کیں۔ مولانا شمس الحق افغانی نے صبح ایک گھنٹہ تک درس قرآن بھی دیا۔

### ہسپتال سے والدہ محترمہ کی واپسی:

(۱۱رفروری ۱۹۵۶ء) بندہ پشاور سے واپس ہوا، والدہ محترمہ علاج کے لئے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں مقیم تھی بندہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔

## دیرینہ تمناؤں آرزؤں اور پیہم جستجو کے بعد الہلال کی زیارت:

(۱۵ رفروری ۱۹۵۶ء) کافی عرصہ کے دیرینہ تمناؤں آرزؤں اور پیہم جستجو وتلاش کے بعد حضرت امام الہند آزاد کی ''الہلال'' کے چند نمبر عاریتاً دیکھنے کے لئے مل گئے۔ فالحمدللہ ثم الحمدللہ۔ رات کو دیر تک الہلال کے پرچے دیکھتا رہا' یہ پرچے ۱۹۱۳ء کے پہلے شش ماہی کے ہیں' اس میں اکثر تیج مضامین مولانا مدظلہ کے قلم کے شہ پارے ہیں جو کہ جنگ بلقان اور ترکی وغیرہ کے احوال پر مشتمل ہیں' سعادت مند ہیں وہ روحیں جنہوں نے لاکھوں پژمردہ ونیم بسل روحوں اور دلوں کو جذبہ اسلام و جہاد و حریت سے سرشار کر دیا' اور ان میں خدمت دین اور استقلال واستقامت کی روح پھونک دی۔ ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

ہمارے لئے تو ان ہی چیزوں میں درس عبرت ہے' کاش سمجھنے والے سمجھ جائیں

واذالم تر الهلال فسلّم لاناس رواه بالابصار

## الہلال سے چند منتخب اشعار

میری جانب سے اسے نذر دعا کی پہنچے
فاصلہ کچھ بھی نہیں رگ جاں سے لب تک

جس کی جانب سے مجھے تحفہ غم پہنچا ہے
آمری جاں کہ لب پر مرادم پہنچا ہے

غم تمنا، غم حوادث غم محبت' غم زمانہ
ہر ایک منزل کٹھن ہے مگر گزر رہا ہوں مجاہدانہ

خواہی کہ عیب ہائے تو روشن شود ترا
یک دم منافقانہ' نشستن درکمیں خویش

زبان زنطق فروماند ورازمن باقی ہست
بضاعت سخن آخر شد وسخن باقی ست

## الہلال اور دیگر مضامین آزاد سے مزید منتخب اشعار

چو پرسش گنہم روز حشر خواہد شد
تمسکات گناہان خلق یا ری کند

کعبہ را ویراں مکن اے عشق کانجا یک نفس
گہہ گہے پسماندگان عشق منزل می کنند

انداز جنوں کو نساہم میں نہیں مجنوں
پھر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے

بدنامی' حیات دو روزے نہ بود بیش
آن ہم کلیم باتو چگویم چناں گزشت

یک روز صرف بستن دل شد بایں وآں
روزے دگر بکندں دل زیں وآں گزشت

(۲۸ رفروری' ابوطالب کلیم تذکرہ ص ۳۰)

گرمن آلودہ دامن چہ عجب
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست (الہلال ص ۲۷۶)

اس وقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر — اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر
وہ طبقہ ہائے زلف کمین میں ہیں اے خدا — رکھیو میرے دعوئ وارفتگی کی شرم (مضامین ابوالکلام)

یا دل پہ کوئی زخم نہ تھا جز نمود داغ — یا اب یہ بڑھ گیا ہے کہ ناسور ہوگیا
اگر تو لائیں گے کوئی آفت فغاں سے ہم — حجت تمام کرتے ہیں آج آسماں سے ہم
نہ پہنچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ سدا — در قبول تو اس آرزو میں باز رہا!

---

(در مدح) شیخ الاسلام مدنی مدظلہ

حرم کی سرزمین، طیبہ کی وادی، گنبد حضرا — رہے ہیں مدتوں تک راز داراں حسین احمد
کراچی، مالٹا، نینی، مراد آباد کے زندان — بصد شوق عقیدت ہیں ثناء خواں حسین احمد
رشید وقاسم ومحمود کے جلوؤں کا آئینہ — ولی اللہ کا پرتو زہے شان حسین احمد
فریدی رنگ لائے گی محبت شیخ اعظم کی — کہ ہوگا حشر تیرا زیر دامان حسین احمد

(مولانا نسیم احمد فریدی امروہی (الجمعیۃ جمعیۃ العلماء نمبر، ص ۷۔ ج ۲)

خوش زمزمہ گوشہ تنہائی خوشیم — از جوش و خروش گل وبلبل خرم نیست

## احوال وکوائف دارالعلوم

### تعمیر حقانیہ میں پہلی نماز اور دعا شیخ الحدیث:

ہفت روزہ خدام الدین میں دارالعلوم کی تعمیر کے حوالے سے اپیل شائع ہوئی۔

۹ مارچ دارالعلوم حقانیہ (نئی تعمیر) کے مغربی سمت دارالتدریس کی چھتوں پر آج پہلی مرتبہ شام کی نماز والد ماجد کے ساتھ پڑھی دیگر اکابرین بھی تھے، نماز کے بعد والد ماجد نے ایک طویل پر درد (خشوع وخضوع والی) دعا کی۔

### دارالعلوم کے سالانہ تحریری وتقریری امتحانات کا انعقاد:

(۱۵ مارچ یکم شعبان) دارالعلوم کے سالانہ تقریری (زبانی) امتحانات شروع ہوئے۔

۱۹ مارچ دارالعلوم کے سالانہ تحریری امتحانات شروع ہوئے۔

### ختم بخاری شریف اور شیخ الحدیث کا خطاب:

(۲۶ مارچ) سالانہ امتحانات ختم ہوئے، نماز عصر کے بعد ختم بخاری شریف ہوا، جس میں اکوڑہ خٹک کے علماء کرام

اور دارالعلوم کے طلباء واساتذہ نے شرکت کی' والد صاحب نے سوا گھنٹہ فضلاء دورہ حدیث اور طلباء کرام کو پند ونصیحت فرمائی۔

## نئے تعلیمی سال کا آغاز ختم کلام پاک اور درس افتتاحی ترمذی سے:

(۲رجون ۲۲شوال) دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا۔ والد ماجد نے ۲ گھنٹہ تک طلباء کو نصائح بیان فرمائے۔

## علامہ مناظر احسن گیلانی کے بارہ میں تعزیتی جلسہ:

(۵رجون) علامہ مناظر احسن گیلانی کی وفات پر دارالعلوم میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں والد صاحب نے گھنٹہ بھر خطاب کے دوران علامہ گیلانی صاحب کے دینی و مذہبی کارناموں اور ان کی عظمت وجلالت پر روشنی ڈالی۔ آخر میں ختم قرآن اور دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

## علامہ بشیر الابراہیمی اور شیخ احمد بودا کی دارالعلوم آمد اور جلسہ سے خطاب:

(۱۹رجون) الجزائر کے مشہور حریت پرست لیڈر' جمعیۃ العلماء المسلمین الجزائر کے صدر علامہ بشیر الابراہیمی اور مشہور جوشیلے و مخلص لیڈر استاد احمد بوداظہر کے بعد دارالعلوم تشریف لائے' دارالعلوم کا معائنہ کیا بعد میں رات کو والد صاحب کی صدارت میں عظیم جلسہ ہوا جس میں ہر دو حضرات نے تقریریں کیں۔ علامہ ابراہیمی نے دارالعلوم کے خدمات کی تحسین فرمائی اور علماء دیوبند دارالعلوم دیوبند کو خراج عقیدت پیش کیا۔ دیوبند کے علماء کے کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے انہوں نے طلباء دارالعلوم حقانیہ کو پند ونصیحت کی اور فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ دارالعلوم حقانیہ بھی بہت جلد دارالعلوم دیوبند کی طرح یا اس سے بھی بڑھ کر ثابت ہوگا یہ حضرات جمعہ کے دن یہاں سے واپس ہوئے۔

## مولانا محمد شفیق فاضل دیوبند ومدرس دارالعلوم حقانیہ کا سانحہ ارتحال

۱۰راگست مطابق ۳ محرم افسوس کہ جمعہ کی شب تقریباً ایک بجے مولانا محمد شفیق صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ فاضل دیوبند راولپنڈی کے فوجی ہسپتال میں انتقال فرماگئے۔ مرحوم عرصہ سے مرض قلب میں مبتلا تھے کرنل شوکت حسن نے بدھ کے دن ان کے دل کا آپریشن کیا' دو دن ہوش میں رہے' مگر نامرادی کے عالم میں طائر موت سر پر آ بیٹھا۔ مرحوم نہ صرف والد صاحب کے تلمیذ بلکہ رفیق دیوبند بھی تھے' دارالعلوم میں قیام دارالعلوم کے ساتھ آپ کی تقرری ہوئی۔ جمعہ کے روز اپنے آبائی قبرستان واقع مغلکی تحصیل نوشہرہ میں سپرد خاک کردیئے گئے۔ حضرت والد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی' دارالعلوم کے تمام طلبہ اور اساتذہ بھی شریک تھے' اور آپ کے ایصال ثواب کیلئے دارالعلوم میں ختم کلام پاک کا اہتمام بھی کیا گیا۔

**سہ ماہی امتحانات کا انعقاد:** دارالعلوم حقانیہ کے سہ ماہی امتحانات ۸ ستمبر بروز ہفتہ شروع ہو کر بدھ ۱۲ ستمبر تک

جاری رہے۔

**مجلس شوریٰ کا اجلاس جدید تعمیر میں مدرسہ منتقل کرنے کا فیصلہ:** دارالعلوم حقانیہ کے جدید تعمیر میں مجلس شوریٰ کا تیسرا سالانہ اجلاس منعقد ہوا، اراکین نے کثیر تعداد میں شرکت کی، اجلاس کی صدارت میاں رسول شاہ کاکاخیل نے فرمائی والد صاحب نے سالانہ بجٹ پیش کیا، اس سال دارالعلوم کو مختلف مدات سے 100676 آمدنی ہوئی، خرچ 88248 ہوا۔ آئندہ سال کے لئے بجٹ 168448 پیش ہوا جو اتفاق سے منظور کیا گیا، اجلاس میں ایک طباعتی مشین کی خریداری اور دارالعلوم میں دارالتجوید والقرأت اور شعبہ خط و کتابت کے اجراء کا فیصلہ ہوا، سالانہ جلسہ کے انتظامات کیلئے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔ دارالاقامہ اور جامعہ مسجد کی تعمیرات وغیرہ کے لئے تعمیری کمیٹی کو (مکمل) اختیار دیا گیا۔ اجلاس میں مولانا شفیق صاحب، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، علامہ گیلانی، مولانا عبداللہ کندیاں شریف کے وفات پر اظہار تعزیت کی گئی۔ ارکان شوریٰ نے قدیم مدرسہ (مسجد) سے جدید تعمیر میں منتقل ہونے کا فیصلہ بھی کیا، اس عظیم و شاندار تعمیر میں اس قسم کا یہ پہلا اجتماع تھا خداوند کریم آغاز کو مبارک و مفید ثابت کرے۔ اس اجلاس میں علماء و شرفاء خوانین اور سادات کرام نے شرکت کی، اب یہ اجلاس بخیر و عافیت اختتام پذیر ہوا۔

## مصروفیات شیخ الحدیث:

**مدرسہ عثمانیہ کے امتحان کے لئے جانا:**

۲۱ مارچ　والد ماجد جامعہ عثمانیہ کے امتحانات لینے کیلئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔

**اشرفیہ کے اجتماع میں شرکت درس قرآن اور صدارت جلسہ**

(۲۳ تا ۲۵ مارچ)　والد ماجد جامعہ اشرفیہ لاہور کی سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں اگلی صبح ہفتہ کے روز درس قرآن دیا اور شام کو جلسہ کی صدارت فرمائی اور پھر اس اجتماع سے خطاب بھی فرمایا۔ ۲۵ مارچ کو خیبر میل (ریل گاڑی) کے ذریعہ لاہور سے واپسی ہوئی۔

**انجام میں شیخ الحدیث کا خطاب شائع ہوا۔**

۲۸ مارچ　اخبار ''انجام'' پشاور میں والد صاحب کی لاہور (جامعہ اشرفیہ) والی تقریر شائع ہوئی۔

**دارالعلوم سرحد پشاور میں فتنہ انکار حدیث کے موضوع پر مفصل خطاب:**

۳۰ مارچ　والد ماجد دارالعلوم سرحد کے جلسہ میں شرکت کے لئے پشاور گئے، جہاں جلسہ کی صدارت بھی فرمائی، اور فتنہ انکار حدیث کے موضوع پر مفصل خطاب بھی فرمایا۔

**بنوں تبلیغی دورہ**　۶ اپریل　والد صاحب بنوں (تبلیغی دورہ) سے واپس تشریف لائے۔

دارالعلوم کی افتتاح کیلئے والد ماجد کی طرف سے حضرت مدنی کو پاکستان آنے کی دعوت اور انکا جواب:

۸/اپریل والد ماجد کو شیخ الاسلام حضرت مدنی کا مکتوب ملا جس میں شیخ الحدیث کے تقاضے پر پاکستان آنے کے سلسلے میں حضرت مدنی نے لکھا ہے۔ از راہ مزاح و تفنن ''میں بوڑھا ہو چکا ہوں میں اب جیل نہیں جا سکتا' لیگی مجھے کبھی برداشت نہیں کر سکتے'' یاد رہے کہ یہ خط وکتابت والد ماجد کی طرف سے دارالعلوم کی افتتاح کرنے کیلئے ہو رہی ہے۔

احیائے سنت اور ترک رسومات کی تحریک:

رمضان ۱۳۷۵ھ میں خان اعلیٰ حاجی محمد زمان خان صاحب مرحوم کی تحریک ومشاورت سے مولانا عبدالحق صاحبؒ نے اصلاح رسوم بسلسلہ شادی بیاہ کا نہایت دلچسپی سے آغاز کیا کہ شادیاں شرعی طریقہ سے سادہ طور پر منائی جائیں۔ جہیز کی لعنت کی وجہ سے بے شمار لڑکیاں بیٹھی رہتی تھیں' اس سے قبل حاجی صاحب ترنگزئی نے اس ملک میں یہ قدم اٹھایا تھا وہ اکوڑہ خٹک بھی اس سلسلہ میں تشریف لائے تھے اور ایک دن میں بیس نکاح سادہ طور پر انجام پائے۔ والد صاحب نے اس سال ۷۵ھ میں عیدالفطر کے موقع پر یہ تجویز مدلل اور مفصل طور پر عوام میں پیش کی۔ وعظ کا خوب اثر ہوا اور کئی آدمی اسی مجمع میں کھڑے ہو کر آمادہ عمل ہو گئے اور اعلان کیا کہ ہم آج ہی بغیر کسی رسم ورواج کے اپنی لڑکیوں کے بیاہنے کیلئے تیار ہیں' یہ سلسلہ تمام گاؤں میں بحمداللہ جاری ہوا' اور چند دن میں درجنوں نکاح ہوئے والد ماجد ہر تقریب میں ترک منکرات اور ترک رسومات کی اہمیت اور اس کی اخلاقی اقتصادی خرابیوں پر روشنی ڈالتے رہے' پھر یہ تحریک آس پاس کے علاقوں میں بھی پھیلی اور پورے علاقہ میں چھا گئی۔

شرعی احکام کے مطابق شادیاں:

(یکم جون) آج اسلام آباد (میرہ) مصری بانڈہ میں شرعی احکام کے مطابق رسم ورواج سے پاک شادیوں کی تقریب میں شرکت کے لئے والد صاحب دیگر علماء کے ساتھ تشریف لے گئے اور نکاح پڑھوائے۔

موضع جلوزئی میں مذہبی جلسہ سے خطاب:

والد ماجد جلوزئی تشریف لے گئے جہاں رات کو ایک بڑے مذہبی جلسہ عام سے خطاب فرمایا:

پاڑاچنار اور پشاور کے سیرت النبی ﷺ جلسوں میں خطاب:

(۱۱/اکتوبر ۱۱ربیع الاول) والد ماجد پاڑہ چنار کے تبلیغی کانفرنس میں شرکت کے لئے آج روانہ ہوئے۔ رات کا قیام پشاور میں کیا۔

۱۲ربیع الاول: پشاور میں والد صاحب نے سیرت کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کی اور سیرت النبیؐ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

بعد میں والد ماجد پشاور سے پاڑہ چنار روانہ ہوئے، ٹل پہنچنے پر بعض سرکردہ احباب نے خیر مقدم کیا، وہاں سے بذریعہ کار روانہ ہوئے، صدہ کے مقام پر دو ہزار افراد نے استقبال کیا۔ کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد روانگی ہوئی، راستہ میں مختلف مقامات کو استقبالی بینرز اور دروازوں سے سجایا گیا تھا، پاڑہ چنار سے ۸ میل باہر اراکین سیرت کمیٹی اور کثیر تعداد میں عام لوگوں نے استقبال کیا۔

۱۴ ربیع الاول: پاڑہ چنار کی سیرت کانفرنس کے آخری نشست میں والد صاحب نے کئی گھنٹے تک خطاب فرمایا۔ نماز جمعہ کے لئے پھر صدہ پہنچے۔ ہفتہ کی رات یہاں بھی ایک عظیم الشان اجتماع میں تقریر کی۔

## ٹل میں مدرسہ عربیہ کا معائنہ:

۱۵ ربیع الاول: صدہ سے رخصت ہوکر دوپہر کو ٹل پہنچے جہاں اراکین مدرسہ عربیہ اور جناب غلام محی الدین کے ساتھ کچھ دیر قیام کیا۔ اس موقع پر مدرسہ عربیہ کی جدید عمارت کا معائنہ فرمایا شام کے قریب پشاور روانہ ہوئے۔

۱۶ ربیع الاول: رات صدہ سے پشاور پہنچنے پر مولانا ایوب جان بنوری کے ہاں قیام کیا اور صبح جامعہ اشرفیہ مسجد مہابت خان تشریف لے گئے، وہاں سے پھر دوپہر کے کھانے کے لئے حاجی کرم الٰہی کی دعوت پر ان کے ہاں چوک یادگار گئے۔ ۳ بجے ظہر اس چھ روزہ تبلیغی دورہ سے اکوڑہ خٹک واپس ہوئے۔

## شیخ الحدیث کے دورہ پاڑہ چنار کے احوال شائع ہونا:

۲۳ اکتوبر والد ماجد کے دورہ پاڑہ چنار کا سفرنامہ وحالات وغیرہ ''انجام'' اور ''شہباز'' اخبار میں شائع ہوئے۔

## قضیہ مصر پر کل جماعتی احتجاجی جلسہ:

۲ نومبر: آج یہاں دربار مسجد اکوڑہ خٹک میں والد ماجد کی صدارت میں کل جماعتی احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ میں مصری مسلمانوں کے ساتھ تعاون کی اپیل کی گئی، والد ماجد مولانا بادشاہ گل، قاضی امین الحق صاحب نے قضیہ مصر کے موضوع پر تقاریر کیں۔

# احوال ذاتی (مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ) مصروفیات احساسات ومنتخبات وغیرہ

۹ مارچ ۱۹۵۶ء : پشاور گیا جہاں نوائے پاکستان کا تبلیغی ایڈیشن اور ماہنامہ ''تذکرہ'' کا سالگرہ نمبر خریدا۔ الاعتصام اور خدام الدین لاہور کے مجلات ڈاک سے موصول ہوئے۔

۱۵ مارچ: بندہ نے میر زاہد اور قطبی کا تقریری امتحان دیا۔

## مولانا مودودی سے ملاقات اور دار العلوم سرحد کے جلسہ میں شرکت:

۳۰ مارچ: آج بندہ صبح خیبر میل کے ذریعہ پشاور گیا پہلے والدہ ماجد کو (معائنہ کے لئے) ہسپتال لے گیا اسکے بعد میں

اور محمود الحق حقانی جماعت اسلامی کی اجتماع گاہ واقع وائرلیس گراؤنڈ گئے' جہاں مختلف دفاتر کا معائنہ کیا' ۱۱ بجے مولانا سعد الدین مردان سے ملاقات ہوئی' بعد میں موصوف کی معیت میں مولانا مودودی سے ملنے ان کی قیامگاہ گئے' وہ ایک خیمہ میں ٹھہرے تھے' مصافحہ کے بعد میں دائیں طرف بیٹھ گیا' جناب سردار علی خان امیر جماعت اسلامی صوبہ سرحد نے بندہ کا مودودی صاحب سے تعارف کرایا' جس پر انہوں نے دارالعلوم کے بارے میں گفتگو کی اور کہا کہ میں دارالعلوم آیا ہوں اور دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی' پھر دیگر باتیں کچھ دیر تک ہوتی رہیں۔ اس کے بعد مصافحہ کر کے رخصت لی پھر دارالعلوم سرحد کے جلسہ میں شرکت کی' عصر کو پھر جماعت اسلامی کے اجتماع گاہ جانا ہوا' جہاں مولانا مودودی کی تقریر سنی اسلامی دستور کی مختصر تاریخ اور منظوری کے بعد آئندہ کا لائحہ عمل موضوع سخن تھا' شام کو واپسی ہوئی۔

۲۵ر اپریل: حضرت شیخ الاسلام مدنی مدظلہ کے خط کا جوابی مسودہ اور حضرت قبلہ قاری محمد طیب صاحب کے نام خط کا مسودہ بنانا ہے لاہور والے فتویٰ کا جواب نکال کر ناظم صاحب سے لکھوانا ہے۔

۳۱ر مئی ۲۰ شوال بندہ نے فارم داخلہ (دارالعلوم حقانیہ) پر کرلیا ہے' حمد للہ' مشکوۃ شریف' جلالین (امسال) پڑھنے کا خیال ہے۔ خداوند کریم توفیق عطا فرماوے۔

۱۳ر اکتوبر ۸ ربیع الاول: بندہ محمود الحق حقانی سے ملنے اسلامیہ کالج پشاور گیا' رات وہاں گزاری اور اگلے دن شام کو واپسی ہوئی۔

۱۸ر اکتوبر: الحاج سید نور بادشاہ کے معیت میں اضاخیل بالا گیا' مولانا رحیم اللہ باچا صاحب اور دیگر بادشاہان صاحبان کے ہاں دوپہر قیام کیا۔

۲۲ر اکتوبر: بندہ پشاور گیا کچھ دیر قیام کے بعد ۲ بجے کے قریب کاکا صاحب روانہ ہوا' جہاں کچھ گھنٹوں تک میاں اکرم شاہ کے ہاں قیام ہوا اور پھر واپسی پر شیخ رحمکار کی زیارت کی۔

## خاندانی علاقائی قومی وملی اور عالمی واقعات

### پشاور میں اینٹی ون یونٹ کا جلسہ:

(۲۴ر فروری ۱۹۵۶ء) پشاور میں اینٹی ون یونٹ فرنٹ کا شاندار جلسہ ہوا' خان عبدالغفار خان جی ایم سید عبدالمجید سندھی وغیرہ نے شرکت کی۔

### تاجدارِ حرم (شاہ سعود) کا پیغام:

تاجدار حرم کا پیغام (شاہ سعود کی تقریر میدان عرفات) پڑھا اس کا ترجمہ مولانا محمد سالم قاسمی دیوبندی نے کیا ہے' ابتداء میں قاری طیب صاحب مہتمم دیوبند کا مقدمہ ہے' ادارہ نشر واشاعت دیوبند نے شائع کیا ہے۔

۲۵ اپریل ۱۳ رمضان: بعد از مغرب محترم خلیل الرحمٰن صاحب ابن بزرگوارم عبدالرحمٰن (شیخ الحدیث صاحب کا چچا) کا لڑکا اور بندہ کا پھوپھی زاد بھائی ہدایت الرحمٰن سلمہ پیدا ہوا' خدا اسے نیک عمل اور علم کامل کیلئے زندہ وسلامت رکھے' آمین۔

۸ اپریل ۲۴ اور ۲۵ شعبان کی درمیانی رات جامعہ (اسلامیہ اکوڑہ خٹک) کا جلسہ اور عرس (پیر مہربان علی شاہ باباجی) منعقد ہوا۔

## علامہ مناظر احسن گیلانی کی وفات پر قلبی تاثرات اور دارالعلوم میں تعزیتی جلسہ اور شیخ الحدیث کا خطاب:

۵ رجون ۲۵ شوال: دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزند' مقدس اسلاف کا صحیح جانشین اور سچا نمونہ' ملک کے مشہور فاضل' عابر سبیل تاریخ اور بقول مولانا قاری طیب کے عارج اوج روایت سلالۃ آل رسول اور عبدالماجد دریابادی کی زبان سے ملک کا مشہور متکلم' موجودہ صدی کا ممتاز عالم' پیکر وجبل علم اور حضرت شیخ مدنی مدظلہ کے اصطلاح میں ''اہل دل'' اور والد ماجد کے قول کے مطابق علوم قدیمہ وجدیدہ کا صحیح امتزاج پیدا کرنے والا اور سمیع (الحق) کے قلب وفکر کا بادشاہ' آسمان علم کے شہنشاہ دربار رسول کے سراپا نیاز اکابر دیوبند کے سراسر دریوزہ گر حضرت علامہ شیخ الفاضل الاجل سیدنا و مولانا سید مناظر احسن گیلانی قدس سرہ العزیز بوقت صبح اس عالم ناپائیدار کو چھوڑ کر ہزاروں مشتاقان علم وتحقیق کو یتیم کر گئے۔ ماکنت احسب قبل دفنک فی الثری ان الکواکب فی التراب.

آپ تین سال مرض قلب میں مبتلا تھے اکثر دورے پڑتے۔ مگر وفات کے وقت آپ پر صحت اور خوشی کے علامات ظاہر ہورہے تھے' اکثر وہ اشعار جو مضمون فنا کے ہوتے تھے رجز اور وجد سے پڑتے جیسے فانی بدایونی کا یہ شعر

سنے جاتے نہ تھے' تجھ سے میرے دن رات کے شکوے　　کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

آخر عمر میں حضرت علامہ استخوان اور چمڑے کا ڈھانچہ رہ گئے تھے۔ لیکن ہزاروں مشاہدے کرنے والوں کا قول ہے کہ وفات کے بعد بدن موٹا ہوگیا اور پہلوانوں جیسا ہوگیا' سارے بدن پر گوشت بھر گیا تھا۔ یہ جسمانی حیات کے علامات و آثار تھے' باطنی حیات کا کیا سوچئے یقیناً حضرت کی باطنی حیات نہ صرف ان کے لئے بلکہ ہزاروں اوروں کے لئے باعث حیات قلب وروح ہوگی۔　　ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یاایتھاالنفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی اور اس غرض کے لئے ایک وسیع میدان کو تلاش کرنا پڑا۔ اپنے دیہاتی مستقر گیلان (پٹنہ) میں اپنے خود کاشتہ باغ میں یہ خزینہ علم وتقویٰ اور آفتاب رشد وہدایت سپرد خاک کیا گیا۔

مٹی میں کیا سمجھ کے چھپاتے ہو　　یہ گنجینہ علم ہے خزانہ زر نہیں

نماز جنازہ میں غیر مسلم بھی تبرکا گئے اور پیچھے ادب وتواضع سے کھڑے رہے' ان کی وفات حسرت حیات کی خبر آن ہی

آن میں سارے ہندو پاک میں پھیل گئی۔ہمیں روزنامہ الجمعیۃ کے ذریعہ معلوم ہوا اور اس طرح ہم بدنصیبان ازل کو حضرت کی وفات کی خبر ہوئی۔ افسوس ان کی ملاقات واستفادے کی حسرت دل ہی دل میں رہ گئی۔

**حقانیہ میں مولانا مناظر احسن گیلانی کی وفات پر تعزیتی جلسہ کا انعقاد:**

دارالعلوم حقانیہ میں ان کی وفات پر سوگ منایا گیا۔ختم کلام پاک کا اہتمام طلباء واساتذہ نے کیا اور حضرت کے روح پر ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی۔والد ماجد نے گھنٹہ بھر تک حضرت مرحوم کی علمی عظمت وجلالت خدمات اور عظیم الشان دینی ومذہبی کارناموں پر روشنی ڈالی اور ان کی حسرت آیات اور سانحہ وفات کو دنیائے علم وتقویٰ کا ایک عظیم حادثہ قرار دیا روزنامہ الجمعیۃ میں اس (تعزیتی) جلسہ کی رپورٹ بھی شائع ہوئی تمام ہندوستان میں تعزیتی جلسے اور ختم ہائے کلام اور فاتحہ خوانیاں کی گئیں۔رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وارضاہ ورضی عنہ آخر عمر میں حضرت نے سوانح قاسمی لکھ کر دنیائے علم وتحقیق پر ایک عظیم احسان کیا۔کاش آج ان کی سوانح کے لئے بھی کوئی مناظر احسن گیلانی پیدا ہو اور ملت اسلامیہ پر علامہ گیلانی کے بے پایاں احسانات کا معمولی بدلہ تو اتارا جاسکے۔

**اکوڑہ کے حجاج کی حج سے واپسی**

۹راگست ۵۶ء ۲محرم ۱۳۷۶ھ: ڈاکٹر عبدالماجد صاحب (میاں ڈاکٹر صاحب) الحاج خان محمد امین خان بہادر اور محمد حسین خان سفر حج سے واپس ہوئے، طلبہ دارالعلوم حقانیہ اساتذہ ومسلمانان اکوڑہ خٹک ان کا شاندار استقبال کیا۔

**حضرت نور المشائخ ملا شور باز کا انتقال اور تذکرہ خدمات:**

یکم ستمبر، ۲۵ محرم ۱۳۷۶ھ: افغانستان کے مشہور مذہبی وقومی رہنما حضرت نور المشائخ مولانا شور باز ار انتقال فرماگئے۔ وہ ایک عظیم مجاہد شخصیت تھے،انہوں نے اتباع سنت اور اعلائے حق واحیائے دین میں اپنے دادا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی سنت کو تازہ کیا، امیر امان اللہ خان نے جب ترکی تہذیب کے نام پر یورپی تہذیب وتمدن کو اپنے ملک میں رائج کرنا چاہا تو ملا مرحوم وہ فرد واحد تھے جو برسر اقتدار طبقہ سے ٹکر لینے کیلئے میدان جہاد میں نکلے اور انہیں ملک بدر کر کے آرام کی سانس لی اور عارضی طور پر بچہ سقہ کو افغانی تخت پر بٹھادیا؟

آخر میں انہوں نے نادر شاہ کو تخت وتاج کا مالک بنایا اور یہ عہد لیا کہ وہ اسلامی احکام کی ترویج میں کوئی کسر نہیں اٹھائیں گے، علمی فیوضات وبرکات کے علاوہ آپ کے روحانی فیوضات بھی عالم اسلام کے چاردانگ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔دارالعلوم حقانیہ کے اکثر افغانی طلباء ان کے مرید ومعتقد اور شاگرد ہیں۔دارالعلوم میں تعزیتی اجلاس اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے ختم کلام پاک کیا گیا۔

## رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا سانحہ ارتحال اور تذکرہ حادثہ خاکسار:

۲۷ رمحرم الحرام ۳ رتمبر بروز پیر حضرت رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ انتقال فرما گئے ۔وہ مجلس احرار اسلام کے صدر، جمعیت العلماء ہند اور آل انڈیا کانگریس کے رکن تھے۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور حضرت والد صاحب کیلئے ان کا سانحہ ارتحال بڑا صدمہ تھا' ان کے ایصال ثواب کیلئے ختم کلام پاک کیا گیا۔ دارالعلوم میں منعقدہ تعزیتی اجلاس میں حضرت والد ماجد نے ان کے مناقب اور خدمات بیان کیں۔آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اکوڑہ خٹک میں جب فتنہ خاکسار نے سر اٹھایا اور اس کے باعث جنگ وجدال اور بدامنی ہوگئی اور تمام علماء کے لئے خطرہ زندان پیدا ہوا تو مجھے خاص طور سے اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا' اس سلسلے میں مولانا لدھیانوی دو دفعہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے' اور اپنی خداداد قابلیت اور حسن اخلاق سے اس فتنہ کو فرد کیا۔ والد صاحب نے خاکساروں کی ریشہ دوانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ علماء از حد تنگ آگئے تھے' ہم اپنی مسجد میں بیٹھے ہوئے درس دے رہے ہوتے تھے اور یہ لوگ باہر مولوی کا غلط مذہب ایک پیسہ اور دو پیسہ کی آوازیں کستے اس کے باعث علماء نے فیصلہ کیا کہ اب انہیں علمی میدان میں رسوا کرنا چاہیے تاکہ عوام پر ان کی دجل ودروغ گوئی آشکارا ہوجائے ۔اس سلسلہ میں حاجی مہربان علی شاہ صاحب کی مسجد میں مجلس مناظرہ منعقد ہوئی' مولانا ہزاروی اور مولانا مروت وغیرہ بھی موجود تھے' میں اس مجلس کا حکم مقرر کیا گیا' میں نے کہا کہ بحث ومناظرہ کتابوں میں نہ ہو بلکہ فریقین میں سے مقرر شدہ افراد پانچ پانچ منٹ تقریر کریں' تاکہ عوام پر بھی کچھ حقیقت ظاہر ہو' بہرحال علامہ مشرقی کی کتاب ''تذکرہ'' سے خاص عبارات پڑھ لی گئیں اور اس طرح جیسا کہ حقیقت تھی فیصلہ خاکساروں کے خلاف ہوا اور اس شکست کے بعد ان کی کمر ٹوٹ گئی اور زور ختم ہوا۔

## جمعیۃ العلماء کے انیسویں سالانہ اجلاس سے شیخ مدنی کا خطاب:

۲۷ راکتوبر: سورت (ہند) میں جمعیۃ العلمائے ہند کا انیسواں عظیم سالانہ اجلاس شروع ہوا۔حضرت سیدی ومولائی فی الدارین شیخ مدنی نے موجودہ حالات اور سیاسیات حاضرہ کے موضوع پر ولولہ انگیز انداز سے پرسوز خطبہ صدارت پیش کیا' آپ نے مسلمانوں سے صحیح کردار' حسن اخلاق اور اصلاح احوال کی اپیل کی' پست حوصلوں کی ڈھارس باندھنے اور ان سے سعی پیہم جاری رکھنے کی اپیل کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہند میں اسلام شہاب الدین غوری کے تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ اسلام کی روشنی' جگمگاہٹ اور اسلام کی حیات ونشاۃ حضرت غریب نواز اجمیریؒ اور ان جیسے اکابر ومشائخ کے نیک انفاس کے طفیل ہوئی' شیخ مدنی نے مسلمانوں کے حال اور ماضی ومستقبل پر تفصیل سے روشنی ڈالی' خداوند کریم ہند کے مظلوم اور غریب مسلمانوں کی تسلی اور فلاح کے لئے حضرت شیخ اقدس کی ذات بابرکات کو تادیر قائم وسلامت رکھے۔آمین یارب العالمین

## اسرائیل اور مصر کے درمیان گھمسان جنگ:

۳۱؍اکتوبر: اسرائیل اور مصر کے درمیان گھمسان کا رَن شروع ہوا۔ مصر، شام، سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک نے عام جنگ بندی کا اعلان کردیا، فرانس اور برطانیہ نے قیام امن کیلئے نہر سویز میں افواج اتارنے کی اجازت مانگی (بحوالہ انجام)

## فرانس اور برطانیہ کا اسرائیلی حمایت میں مصر پر حملہ اور سینکڑوں عربوں کی شہادت:

یکم نومبر: ملعون و مغضوب فرانس اور برطانیہ نے قاہرہ اور مصر کے دوسرے شہروں پر یلغار اور بمباری شروع کردی، سینکڑوں عرب شہید ہوئے۔ صحرائے سینائی پر اسرائیل کی جنگ جاری ہے۔

۲؍نومبر: اسرائیل نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے غزہ کے علاقہ پر قبضہ کرلیا ہے اور یہ کہ مصری افواج نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں، برطانیہ نے دعوی کیا ہے کہ اس نے مصر کے سو جہاز ناکارہ اور تباہ کردیئے ہیں، اسی طرح مصر کے ریڈیو ٹرانسمیٹر پر بھی بمباری کی گئی۔

# احوال وکوائف دارالعلوم

۱۸؍ستمبر ۱۲؍صفر: والد ماجد اور دارالعلوم کے مقامی اراکین نے فیصلہ کیا ہے کہ جمعرات ۱۴ صفر المظفر ۲۰؍ستمبر ۵۶ء سے جدید تعمیر برلب سڑک (جی ٹی روڈ) میں تعلیم وتدریس شروع کردی جائے اس فیصلے کی خبر سے دارالعلوم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

## مسجد سے دارالعلوم حقانیہ کی منتقلی:

۱۴ صفر المظفر: آج کا دن سرحد کے علمی تاریخ اور دارالعلوم کے دورِ حیات وعروج میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اور جس کی نظیر نہیں۔ آج دارالعلوم کے دارالتدریس میں ختم کلام پاک سے باقاعدہ تعلیم وتدریس کا افتتاح ہوگیا، افتتاحی پروگرام میں والد صاحب نے تفصیلی تقریر فرمائی (جو آگے آرہی ہے)

## جب دارالعلوم حقانیہ مسجد سے مدرسہ میں منتقل ہوا

اس خلاق علیم وخدائے خبیر وتوانا کا کس زبان اور کس لہجہ اور کس ذریعہ سے شکریہ ادا کیا جائے، جس نے اپنے احسانات اور اسباغ انعام کی بارش برسا کر آج ہم ناتوانوں اور بے بضاعتوں کو ایسا مبارک دن دیکھنا نصیب فرمایا۔

آج اگر ہم اپنی قسمت پر جتنا رشک جتنا غبطہ اور جتنا فخر کریں ہم حق بجانب ہیں۔ اور اس کا مبارک تذکار تاریخ میں ایک مقدس اور مبارک دن ہے یہ دن اور اس کا مبارک تذکار تاریخ اسلام میں انشاء اللہ تعالیٰ آب زر سے نمایاں حروف میں لکھا جائے گا۔ دارالعلوم کے علوم ورجال سے کائنات علم کی تخلیق وتدوین ہوگی دارالعلوم سے جہالت اور گمراہی

کی وادیاں لالہ زاروں میں تبدیل ہو جائیں گی اس کی ضیاء پاشیوں سے ظلمت کدۂ کفر و الحاد جگمگا اٹھیں گے۔ جمعرات کا وہ مقدس دن ایسے مبارک دن کا طلوع ہے۔ جس کے انتظار میں راتیں اور طویل مساعات عمر کروٹیں لیتے لیتے بسر کردی گئی تھیں۔ آج کا دن دارالعلوم کے مخلص دردمند اراکین ومعاونین کی وہ خوابی عمارت جنہیں ان حضرات نے خلوص۔ ایثار۔ قربانی اور للّٰہیت کے چونے اور گارے سے کھڑا کردیا تھا۔ عالم وجود میں ظاہر ہوئی۔ ان کی دیرینہ آرزوئیں پوری ہوئیں ان کے ولولے اور دیرینہ تمنائیں ظاہر ہونے لگیں ان کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

**ان الفضل بيد الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم**

کیا فائدہ فکر بیش وکم سے ہوگا ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہوگا

جو کچھ ہوا، ہوا کرم سے تیرے جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

اے خداوند قدوس قلوب واسرار کے مالک تو ہماری نیتوں کو اپنے لئے خالص اور صاف کردے تو دارالعلوم کی تعمیر کو اخلاص وجہاد۔ نیت وعمل کا سیسہ پلادے۔

مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ کے اجلاس ۱۶ ستمبر ۵۶ء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق آج بروز جمعرات دارالعلوم حقانیہ کو جدید زیر تعمیر عمارت (برلب جی ٹی روڈ) میں منتقل کردیا گیا۔ جمعرات کے دن اس نقل مکانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت اور طریقہ حب الخروج یوم الخمیس کا اتباع بھی نصیب ہوا جسے کعب بن مالکؓ نے اپنی روایت میں اشارہ فرمایا ہے ارشاد ہے کہ۔ **ان النبیؐ خرج یوم الخمیس فی غزوۃ تبوک و کان یحب . ان یخرج یوم الخمیس.** یعنی تبوک جیسے مہتم بالشان اور عظیم واقعہ کے لئے جمعرات کے دن نکلنا کوئی اتفاقی واقعہ نہیں تھا بلکہ نبی کریم ﷺ کے ارادی اور قصدی طور پر یہ خواہش اور محبت تھی کہ اس اہم واقعہ کے لئے جمعرات کے دن سفر کیا جائے تو قوم وملت کی صحیح اسلامی اور دینی ضروریات پوری کرنے والے اس عظیم دینی کارخانے کے لئے ایسی سعادت حاصل نہ کرنا اور اسے ترک کرنا کیوں گوارا ہوسکتا جمعرات کے دن بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے والے اعمال صالحہ میں یہ کیسے ہوسکتا کہ ایسا عظیم اور اہم اور ''العمل الصالح''، تعلیم الکتاب والسنۃ واصلاح الناس والمسلمین شامل نہ ہو۔

سنت نبوی کا اتباع کرتے ہوئے جمعرات کے دن یہ دارالعلوم دار غربت اور مرکز البرکۃ اور منشاء علم وعرفان احاطہ قدیم (مسجد شیخ الحدیث) سے منتقل ہو کر اس عظیم انعام خداوندی۔ انعام مجسم میں مصروف علم وعمل ہوا۔ ابتداء میں ختم کلام پاک کیا گیا۔ تاکہ یہ سعادت عظمٰی ہاتھ سے کیوں جانے دیا جائے، ختم کلام پاک کے بعد سب طلباء مشرقی درسگاہوں کے دالان میں جمع ہوئے دارالعلوم کے بانی اور روح رواں حضرت والد ماجد نے مبسوط تقریر کی طلباء کو اپنے دل کے ولولے اور آرزوئیں ظاہر کرتے ہوئے نصائح وہدایات پر مشتمل تقریر کی آپ نے تقریر شروع کرتے ہوئے جیسا کہ

چاہئے تھا فرمایا۔

## خطاب شیخ الحدیث برافتتاح جدید عمارت حقانیہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،سب سے پہلے اس مالک الملک کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں انسان پیدا فرمایا اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو ہم کہیں گندگی کے کیڑے یا مچھر وغیرہ ہوتے یا کہیں کے حیوانات و جمادات ہوتے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ احسان عظیم کہ ہمیں انسان کے اشرف گروہ اور بہترین جماعت میں منتخب کیا رسول اقدس کا ارشاد ہے کہ من یرد اللّٰہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین ہمیں قوم کی امامت وہدیات کا مقام بلند عطا فرمایا گیا۔آج ہم ناچیزوں پر ان کا ایک عظیم اور تازہ احسان دارالعلوم حقانیہ کی اس عظیم بلڈنگ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے ورنہ ہم کیا ہیں ہماری حیثیت کیا ہے ان گونا گون اور چند در چند نعمتوں اور حیثیتوں کا تقاضا ہے کہ ہم استقامت عزم وصبر کے پیکر ہوں ہر قسم کی تکالیف و مصائب برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں اشد الناس بلاءً الا نبیاء ثم الا مثل فالا مثل

علم دین کے طالب العلموں اور اہل علم پر تکالیف آلام غربت و افلاس کا آنا ان کے تصلب فی الدین اور مضبوطی کی دلیل ہے آج سے قبل ہمارا نظام تعلیم اور زندگی ایک مختصر مسجد میں تھی خداوند کریم اس کے بانیوں کو جزائے خیر عطا فرمادے میں کبھی کبھی سوچا کرتا ہوں کہ یا اللہ اس مسجد (یعنی مسجد محلہ ککے زئی ) کے بانیوں میں کون سا اخلاص اور خلوص عمل تھا کہ قیام دارالعلوم کے بعد ۹ سال اور تقسیم سے قبل میرے ساتھ تقریباً دس سال اس میں باقاعدہ درس کا سلسلہ جاری ہوا اور کم از کم اس ۱۱۔۱۲ سال کی مدت میں یہاں ہزاروں افراد علم دین کی نعمت سے سرشار ہوئے اس کا اجران کے عمل ناموں میں لکھا جائے گا۔

قیام دارالعلوم سے ہمارے ارادے یہ تھے کہ دارالعلوم حقانیہ اپنے پیش رو دارالعلوم دیوبند کے نقش قدم پر چلے خداوند کریم کا عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے اکابر کے اتباع کا شرف تکوینی اور غیر اختیاری امور میں بھی دے دیا۔

دارالعلوم دیوبند کی ابتداء بھی ایک مسجد میں ہوئی اللہ نے ہمیں یہ فخر دیا کہ دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد اور ابتدا بھی مسجد سے ہوئی آج مسجد چھتہ دنیا میں تاریخی حیثیت اور عظیم شرف وعظمت کی حامل ہے،ہم سوچتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں کیوں اتنا شرف عطا فرمایا ہم تو کسی چیز کے قابل نہیں ہیں ہم نے دین کی کیا خدمت کی۔(اس کے بعد حضرت والد صاحب نے ہر قسم کے آلام ومصائب اور علم دین کے راہ میں تکالیف برداشت کرنے کی تلقین کی اور فرمایا) ''حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ جب دہلی میں پڑھتے تھے تو رات کے وقت دکانداروں کے دکان بند کرنے کے بعد یہ حضرات سڑی ہوئی ،سبزیوں وغیرہ کے پتوں کو اٹھالاتے اور اسے پکا کر کھاتے ایسے طریقوں سے انہوں نے علم حاصل کیا، میں جب نیا نیا دیوبند پڑھنے گیا۔تو رمضان کی تعطیل ہونے کے بعد میں نے سوچا کہ یہ دو مہینے کیوں ضائع ہوں اس لئے دہلی

گیا تصدیقات مسلم پڑھنے کے لئے، والد صاحب مرحوم اگر چہ با قاعدہ خرچہ ارسال کرتے پھر بھی دو تین میل جانا پڑتا اور روٹی حاصل کرنے کے لئے تکالیف برداشت کیں۔ اسی طرح ہم ایک دفعہ ''نوی کلی'' صوابی مقام میں ملاحسن پڑھنے کے لئے مقیم ہوئے۔ رمضان کا مہینہ آیا۔ محلہ والے بڑے بڑے لوگ جمع ہوئے کہ مسجد میں طلبہ ہیں ان کیلئے روٹی وسالن کا بندوبست کیا جائے فیصلہ یہ ہوا کہ بھینس والا صاحب آدھ سیر لسی اور گائے والا ایک پاؤ لسی سحری اور شام کے وقت لایا کرے۔ چنانچہ ہم لسی پر گذارا کرتے رہے اور روزے رکھتے رہے آپ کو بھی چاہئے کہ ہر قسم کی تکالیف برداشت کریں۔ اب تو بحمد اللہ آپ کو کس قسم کے اخراجات اور تکالیف بھی برداشت نہیں کرنے پڑتے۔ سرکاری اداروں اور سکولوں میں سینکڑوں روپے کی لاگت کے علاوہ ہر افسر استاد کی سلامی اور چاپلوسی علیحدہ کرنی پڑتی ہے اس لئے ہمیں ہر حال میں شاکر وصابر رہنا چاہئے۔ اسی کے بعد آپ نے معاونین واراکین کے لئے دعا کی اور اسباق باقاعدہ شروع کر دیئے گئے۔ درسگاہوں کی تقسیم قرعہ اندازی کے ذریعے ہوئی۔

## دارالتد ریس میں شیشوں کی فٹنگ اور رنگائی:

۸ر اکتوبر' ۲ ربیع الاول: دارالعلوم حقانیہ کے دارالتد ریس میں شیشوں کی فٹنگ اور رنگائی کا کام شروع ہو گیا۔

## دارالعلوم کی تعطیلات

۱۱ر اکتوبر ۶ ربیع الاول: آج سے ۲۲ اکتوبر تک دارالعلوم حقانیہ کے تعطیلات ہوں گے' ان تعطیلات میں طلبہ کے ذریعہ دارالعلوم کے لئے فراہمی چندہ کی کوشش ہونی ہے۔

## ہاسٹل کی تعمیر' پلستر اور چپس کا کام

۱۸ر اکتوبر۔ ۱۳ ربیع الاول: دارالحدیث کے پلستر اور حاشیوں پر چپس لگانے کا کام مکمل ہوا۔

۲۳ر اکتوبر: دارالعلوم کے احاطہ (ہاسٹل) اور گیٹ کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔

۲۴ر اکتوبر: کنوینئر تعمیری کمیٹی الحاج شیر افضل خان صاحب نے دارالعلوم کی تعمیرات کا معائنہ کیا اور پھر والد ماجد سے گھنٹہ بھر تک مشاورت کی۔

## دارالحدیث کے فرنٹ کی تعمیر

۲۹ر اکتوبر: دارالحدیث کے فرنٹ والے حصے کی تعمیر شروع ہے۔ علم دین کے اس مرکز کا چہرہ جتنا زیادہ خوبصورت اور نمایاں ہو بہتر ہے۔

۲۹ اکتوبر: میاں اکرم شاہ زیارت کا کا صاحب تشریف لائے' والد ماجد سے ملاقات کے بعد شام کو دارالعلوم کا معائنہ کیا

**وضوخانوں کی تعمیر:** ۳۰ر اکتوبر کنویں کے قریب سبیلوں (وضوخانوں) کی تعمیر شروع ہے۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

# فرقہ واریت کے نقصانات، اسباب اور تدارک

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد، فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔قال اللہ تعالیٰ عزوجل ۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورۃ بقرہ آیت ۲۱۳)

ترجمہ: تمام لوگ ایک ہی طریق کے تھے، پھر اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا جو خوشخبری سناتے تھے اور ڈراتے تھے اور ان کے ساتھ کتابیں بھی ٹھیک طور پر نازل فرمائیں۔اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں ان کے امور اختلافیہ میں فیصلہ فرمادیں اور اس کتاب میں اور کسی نے اختلاف نہیں کیا مگر صرف ان لوگوں نے جن کو وہ کتاب ملی تھی، اس کے بعد کہ ان کے پاس دلائل واضح پہونچ چکے تھے، باہمی ضد کی وجہ سے۔پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو وہ امر حق جس میں اختلاف کیا کرتے تھے، اللہ کے فضل سے بتلا دیا اور اللہ جس کو چاہتے ہیں، اسے راہ راست بتلا دیتے ہیں۔

## اختلافات کا آغاز:

محترم حاضرین! مفسرین کرام نے اس آیت کریمہ کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام کے وقت سے ایک ہی سچا اور توحید پر مبنی دین رہا جب لوگوں نے اس دین میں اختلاف اور تفرقہ پیدا کیا تو مالک کائنات نے اصلاح کے لئے رسولوں کو بھیجا جو اہل ایمان کو جنت کی خوشخبری اور اہل کفر کو جہنم کی وعید سناتے رہے۔لوگوں کے دین میں اختلاف دور کرنے کے لئے بعض کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ساتھ بھیجا۔بدقسمتی یہ ہوئی کہ جن کے پاس اللہ کی برحق کتاب آئی، مثلاً یہود ونصاریٰ نے توراۃ اور اور انجیل میں جان بوجھ کر قصداً، اللہ کی کتابوں میں محض ضد اور حسد کی بناء پر اختلاف وتحریف کا ارتکاب کیا، پھر ایک وقت ایسا آیا جب اللہ نے اہل ایمان کو حق کی راہ پر چلنے کی توفیق فرمائی اور گمراہ کن اختلاف سے بچالیا، جیسے امت محمدی ﷺ کے تمام عقائد اور اعمال میں حق کی تلقین فرمائی۔اور اللہ نے اپنے کرم

سے ان کو یہود و نصاریٰ کی بے راہ روی اور اختلافات سے محفوظ رکھا۔

**انبیاء کا مقصد بعثت:**

آیت کا خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً ڈیڑھ لاکھ کے قریب انبیاء بھیجے اس کا مقصد یہ ہرگز نہ تھا کہ ہر فرقہ کو الگ الگ مذہب' دین اور راستہ بتایا ہو بلکہ سب کے لئے اللہ نے اصل میں ایک ہی راستہ مقرر کیا' جب بھی وہ اس راہ سے بھٹکے اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجا اور کتاب اتار کر حکم دیا کہ اس نبی اور کتاب کی ہدایات کے مطابق زندگی گزاریں یہ سلسلہ گم گشتہ راہ لوگوں کے لئے آنحضرت ﷺ کے ورود مسعود تک جاری رہا۔ ان سب انبیاء نے کفر' جہالت اور گناہوں کا ایک ہی علاج بتایا کہ تمام بیماریوں سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے' اور وہ اسلام ہے' جس کی اشاعت کے لئے نبی آخر الزمان ﷺ رہتی دنیا تک قابل عمل جس میں تمام مسائل اور اختلافات کا حل موجود ہے' یعنی قرآن مجید کے ساتھ مبعوث ہوئے اور دوم بات اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کی سنت اسی طرح جاری ہے کہ ہر دور میں برے لوگ ہر رسول و کتاب کی مخالفت پر کمر بستہ رہے' کفار و اسلام دشمنوں کا یہ اختلاف اسلام اور مسلمانوں سے بدسلوکی کوئی نئی بات نہیں لہٰذا اس لئے پریشان نہ ہوں اور دین پر ثابت قدمی سے جمے رہیں۔

**مسلمانوں کی زبوں حالی:**

محترم سامعین! آپ کو اگر اسلامی تاریخ پڑھنے کا موقع ملے تو ضرور مطالعہ کریں جب بھی مسلمانوں نے اسلام کے آفاقی تعلیمات پر کما حقہ عمل کیا وہ قرون اولیٰ کے مسلمان بن کر پوری دنیا ان کی مطیع اور فرمانبردار رہی اور جب مسلمانوں نے دین سے رخ موڑا ہے جیسے آج کل عالم انسانیت عموماً اور مسلم دنیا خصوصاً جن مصائب' مشکلات' کساد بازاری' بدامنی' دہشت گردی آپس میں مسلمانوں کا مشت و گریبان ہونا' بھوک و افلاس' مہنگائی اور کفار و اغیار کے زیر تسلط رہ کر اپنے مقاصد فاسدہ کے حصول کے لئے ان کے حاشیہ بردار بن گئے ہیں' مورخ اس کے مختلف اسباب ٹٹولنے میں مصروف ہے' لیکن میرے خیال میں اس کی اہم ترین سبب قانون فطرت جس کا دوسرا نام اسلام ہے سے منہ موڑنا ہے۔ اس پر عمل نہ کرنا اور اس کے تعلیمات کو پس پشت ڈالنا ہے' آج بھی اگر بحیثیت مجموعی' حکام ہوں یا رعایا اسلام کا دامن مضبوطی سے تھامیں اس کے تعلیمات' ارشادات اور احکامات پر من و عن عمل کیا تو ایک بار پھر اگر پوری دنیا پر نہ سہی کم از کم آدھی دنیا پر اسلام کی عادلانہ حکمرانی آسکتی ہے۔ اس قانون فطرت پر چلنے میں یقیناً ہر قسم سکون' وقار' عزت اور سربلندی ہے اور فطرت کے خلاف راستے پر چلنے میں ہر قسم کی بے عزتی' بے وقعتی' عدم سکون' ذلت' مغلوبیت اور پستی ہے جس سے انسان کی زندگی تباہ ہو کر بالآخر خودکشی پر اس بے راہ رو انسان کا اختتام ہو جاتا ہے۔ اسلام صرف اخلاق حسنہ کا مجموعہ نہیں بلکہ اسلام بین الاقوامی اتحاد کا پیغام دیتا ہے' میں نے جو آیت تلاوت کی اس میں یہی پیغام دیا

جارہا ہے کہ ماضی بعید یعنی انسان کی ابتدائی آفرینش میں جب لوگوں نے س کا دامن پکڑا تو وہ امت واحدۃ تھے اور پھر جب انسانوں نے اسلام کی رسی کو چھوڑا، خودرائی وخودنمائی پر اتر آئے، پھر فرقے ہی فرقے اور گروہ اور پارٹیاں بن گئیں۔ رب کائنات نے ان اختلافات کو مٹانے کے لئے قانون فطرت یعنی اسلام بھیج کر اس قانون کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لئے اللہ نے اپنے محبوب بندگان انبیاء کرام بھیجے جو اس قانون پر عمل کرنے والوں کو بہشت کی بشارتیں اور بے عمل انسانوں کو آگ ودوزخ کی وعیدیں سناتے۔ اس نے یہ بھی پیشنگوئی فرمائی کہ ایک دور ایسا بھی آنے والا ہے کہ دنیا بالاخر پہلے کی طرح اسلام کے دامن آغوش میں پناہ لے کر سکون کا سانس لے گی۔ مختلف جماعتیں اختتام پذیر ہوکر انسانیت امۃ واحدہ بن کر فرقہ واریت، گروہی، نسلی اور مسلکی اختلافات خودبخود مٹ جائیں گے۔

## اسلام کا نظام امن:

بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے والے ذرا سوچیں کہ مختلف مذاہب کے درمیان دوریاں، دشمنیاں، اور نفرتیں کیسے ختم ہوسکتی ہیں، اور پورا عالم انسانیت الفت ومحبت کے ماحول میں کیسے آئے گا۔ ظاہر ہے اس جامع پروگرام کا دعویٰ اسلام کے علاوہ کوئی مذہب ومسلک یا کسی ازم کے پاس نہیں۔ اسلام کا پیش کردہ نظام یقیناً تمام جمہوریتوں سے بدرجہا بہتر اعلیٰ وارفع ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ دینا کے تمام انسان بھائیوں کی طرح زندگی بسر کریں، اور تمام دنیا ایک ملک بن کر ایک ازم کے تحت آجائیں۔ ارشاد باری ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (سورہ فتح، ۲۸)

"وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسکو تمام ادیان پر غالب کردے، اور اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔"

## فرقہ واریت کا خاتمہ:

محترم سامعین! میں آپ کو عرض کررہا تھا کہ اسلام کا نصب العین فرقہ واریت کو مٹانا ہے گروہ بندیوں کا خاتمہ کرنا ہے، آیت کے ذیل میں میں نے بتلایا کہ اسلام نہ تو کسی کو سورج کی اولاد بتاتا ہے نہ کسی کو کالے توے کا، نہ کسی انسان کو خدا کے منہ سے پیدا شدہ فرماتا ہے نہ کسی کو پاؤں پامال سے بلکہ قرآن مجید میں سارے انسان ایک ماں باپ کی اولاد کہہ کر ایک دوسرے کے ہمسر اور مساوی قرار دیتا ہے۔ ایک آیت کریمہ میں فرمان الٰہی ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (سورہ حجرات، ۱۳)

" اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور شاخ در شاخ خاندانوں میں اس لئے

تقسیم کردیا تاکہ تم آپس میں متعارف ہوسکو۔ عزت دار واکرام کا مالک تم میں وہی ہے جو اللہ کے نزدیک صاحب تقویٰ اور پرہیزگار ہو اور اللہ تعالیٰ تمام انسانوں سے زیادہ عالم اور خبردار ہے۔"

**بندوں کی غلامی سے نجات:**

تمام انسانیت کو ایک ماں باپ کی اولاد کہہ کر انہیں ایک دوسرے کا مساوی اور ہمسر بتلا کر ان میں باہم اونچ نیچ اور باہم تفاوت ختم کردیا اور ایک قسم کے افراد بتلا کر باہمی نفرت و وحشت کو دور فرمایا۔ یورپ آج کل عالمگیر جمہوریت کا دعویدار ہے اگرچہ اس نے تمدنی وسائل کو عالمگیر اور ہمہ گیر بنا ہی دیا ہے' لیکن وہاں اب بھی کالے گورے کا فرق' خون و نسب کی تفریق موجود ہے' ان کا دعوائے جمہوریت اپنے مفادات تک جا کر رک جاتا ہے' وہ صرف دعوائے جمہوریت کرکے کالوں کو نیچا دکھا کر ان کو غلام بنانے پر تلے ہوئے ہیں' اسلام چونکہ اس طرح کی غلامی کا قائل نہیں بلکہ اسلام آیا' اس لئے ہے کہ انسان کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ تعالیٰ کا غلام اور بندہ بنادے' ربعی ابن عامر کے متعلق آپ لوگوں نے سنا ہوگا وہ جب ایران کے سپہ سالار رستم کے دربار میں پہونچے تو رستم نے ان سے ایران پر حملہ کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا۔

الله ابتعثنا لنخرج من شأ من عبادة العباد الىٰ عبادة الله و من ضيق الدنيا الى سعتها و من جور الاديان الى عدل الاسلام (البدايه و النهايه)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ جسے اللہ چاہے اسے ہم بندوں کی غلامی سے نکال کر اس کی وسعت میں اور دوسرے ادیان کے ظلم وجور سے نکال کر اسلام کے عدل وانصاف میں لے آئیں۔"

**درس مساوات:**

محترم حاضرین! دنیا میں فرقہ واریت کی دوسری وجہ بے جا تعظیم اور اعتقاد میں افراط تفریط ہے' انسانوں کے لئے یہ نسبی فرقہ واریت سے زیادہ تباہ کن اور خطرناک ہے اکثر وبیشتر نفرتیں کسی کی بے جا تعظیم وتوقیر یا تنقید وتنقیص کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اسلام نے اس طرح محبت وعداوت کو مٹا کر رسولوں' انبیاء اور پیغمبروں کے بارہ میں اعتقادی وتعظیمی مساوات کا درس دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لانفرق بين احد من رسله (سورہ بقرہ' ۲۸۵)

"ہم اس کے پیغمبروں میں سے (کسی قسم کی) تفریق نہیں کرتے"

نیز دوسری کلام ربانی میں ہے:

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ

وَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ مَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (سورہ بقرہ۔۱۳۶)

''کہہ دو ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجے گئے اور اس پر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا۔ اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء کرام کو دیا گیا' انکی پروردگار کی طرف سے' اس طریقہ سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں فرق نہیں کرتے' اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔''

## حسن عقیدت کی قرآنی تعلیم:

اس آیت مبارکہ میں مختلف مذاہب کے پیشواؤں کے ساتھ اور ان کے مذہبی کتب کے ساتھ حسن عقیدت کی رہنمائی فرمائی گئی ہے' اس لئے اس وجہ سے اگر اہل مذاہب سارے کے سارے مل کر اس آیت مبارکہ پر عمل کریں تو کسی انسان کو انبیاء کرام ان کی تعلیمات اور ان کے کتب پر انگلی اٹھانے کا موقع اور جرات نہ ہوگا۔

## مغرب کی گستاخیاں

معزز دوستو! آپ کو معلوم ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے مغرب اور یورپ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی مذموم کوشش کررہے ہیں۔ کبھی قرآن مجید فرقان حمید جو سراپائے ہدایت ہے' کی توہین کرتے ہیں کبھی سرکار دو عالم ﷺ کے شان میں بے ادبی اور گستاخی کے مرتکب ہورہے ہیں' لیکن مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ گالی کا جواب گالی اور توہین کا جواب توہین سے اپنے مذہب حقہ کے خلاف سمجھ کر نہیں دے رہے وجہ یہ ہے کہ ہمیں اسلام کے راہنما اصول بتلا رہے ہیں کہ بحیثیت مسلمان ہم کسی مذہبی مقتدا اور مقدس کتب کی شان میں گستاخی اور بے ادبی نہ کریں۔ اگرچہ نادانی اور جہل کی وجہ سے کسی قوم نے کسی فرد کو خود ساختہ مقتدا بنایا ہو' قرآن مجید کا فرمان ہے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (سورہ الانعام' ۱۰۸)

''اور گالیاں مت دو ان کو جن کو یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں' کیونکہ پھر یہ لوگ جہل کی وجہ سے حد سے بڑھ کر اللہ کی شان میں گستاخی کریں گے۔

**اقوام عالم کے لئے نیا اصول:** اقوام عالم کو آپس میں قریب تر کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر کیا منصفانہ اور خیر خواہانہ اصول ہوسکتا؟

ہرگز نہیں ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

عن عمر بن الخطابؓ قال قال رسول ﷺ لاتطرونی کما اطرت النصاری عیسیٰ ابن مریم انما انا عبداالله ورسوله فقولوا عبدالله ورسوله (ترمذی)

''میری تعریف میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لو جیسے نصاریٰ نے حضرت مسیحؑ کی تعریف میں مبالغے کیے (کہ انہیں خدا کا بیٹا کہا) بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول ہوں پس مجھے عبداللہ اور اللہ کا رسول کہہ کر پکارا کرو۔''

یعنی مقابلہ پیدا کر کے دوسرے انبیاء کرام کے مقابلہ میں میری تعریف میں اس قدر زیادتی مت کرو کہ دوسروں کی توہین کا پہلو نظر آئے۔

## فرقہ واریت اور انتشار کے اسباب:

عزیز حاضرین! میں عرض کر رہا تھا کہ فرقہ واریت، گروہ بندی اور نفرتوں کے پھیلانے کا سلسلہ بڑھا ایک اور مہلک ترین قسم کی فرقہ واریت میرے خیال میں امت کے انتشار وافتراق کے لئے سب سے زیادہ تباہ کن ہے، وہ ہے سیاسی فرقہ واریت اور کشمکش، جس میں اقتدار کے لئے فرقے اور پارٹیاں بنتی ہیں، بظاہر تو یہ تصادم اور ٹکراؤ پرامن اور آئین کے مطابق معلوم ہوتی ہیں، لیکن اس کی تہہ میں سب سے زیادہ بدامنی، بے اطمینانی، تباہی و بربادی پنہاں ہوتی ہے۔ پارٹی قائدین، سیاسی نعروں سے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دیکر گروہوں میں تقسیم کر کے ان کے ٹکراؤ کا تماشہ دیکھتی ہے، اور ان کا خون خرابہ دیکھ کر اپنی کامیابیوں پر جشن مناتی ہیں، اسلام نے سرے سے انسانی اقتدار اور حکمرانی کا خاتمہ کر دیا ہے= اس نے فرمایا ہے کہ حکمرانی صرف اللہ کی ہے، انسان اس کا نائب خلیفہ اور تابعدار ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ان الحکم الا لِله امر ان لاتعبدو الاایاہ ذلك الدین القیّم ولکن اکثر الناس لایعلمون۔(سورہ یوسف،۴۰)

''حکم صرف خدا کا ہے، تمہارا کام صرف اس کا حکم ماننا ہے، سیدھا راستہ یہی ہے لیکن اکثر انسان جاہل ہیں جو نہ سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں''

رب ذوالجلال ہم سب کو ان اسلامی تعلیمات وہدایات پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

---

اب قارئین ماہنامہ ''الحق'' فیس بک پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں

facebook\Alhaq Akora Khattak

ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی ☆

# رسول اللہ ﷺ کے غزوات اوران کے محرکات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی جدوجہد سے صرف ۲۳ رسال کی مدت میں اسلام پورے جزیرۃ العرب میں پھیل گیا اوراس کی شعاعیں دوسرے ملکوں پر بھی پڑنے لگیں۔ ہر طرف امن وامان کا دور دورہ ہوگیا، عزت وعصمت محفوظ ہوگئی اور تہذیبی و اخلاقی قدریں بحال ہوگئیں۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کی اس عظیم کامیابی پر مشرق ومغرب کے معاندین اسلام جب گفتگو کرتے ہیں تو انہیں سوائے تیغ کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور خاص طور پر جب وہ عہد نبوی کی جنگوں پر بحث کرتے ہیں تو ان میں مختلف قسم کے عیوب نکالنے اور متعدد قسم کے اعتراضات کرنے لگتے ہیں۔ ان میں سے ایک مشہور اعتراض یہ ہے کہ عہد نبوی میں جتنی بھی جنگیں ہوئیں وہ لوٹ مار پر مبنی تھیں، تاکہ مالی استحکام حاصل ہو۔ مشہور مستشرق 'جرجی زیدان' نے لکھا ہے:

''عہد وپیمان سے فراغت حاصل ہوگئی اور پرامن جگہ رہنے سے اطمینان ہوگیا تو مسلمانوں کو اہل مکہ کی ایذا دہی اوران کے مظالم کا خیال آیا۔ انہوں نے انتقام لینے کی غرض سے قریشیوں پر چھاپہ مارنے اور جنگ کرنے کا قصد مصمم کیا اور بہت سے مشہور غزوات وجود میں آئے، جو اسلامی جنگوں کا مقدمہ تھے۔ اسلامی جنگ عرب کی معمولی عادت کے موافق، جس کے وہ زمانۂ جاہلیت سے عادی تھے، چھوٹی چھوٹی مہموں اور قتل وغارت سے شروع ہوکر شہروں اور ملکوں کی فتح پر تمام ہوئی۔ ان غزوات میں سب سے اہم غزوۂ بدر کبری کی مہم تھی، کیوں کہ اس جنگ میں مسلمانوں کی کامیابی نے انہیں پے درپے جنگ وجدل کرتے رہنے کا شوق دلایا اوران کے ارادوں کو قوی بنادیا۔''[۱]

ایک دوسرا اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان جنگوں کے ذریعہ آپ ؐ لوگوں کے اندر خوف ودہشت پیدا کرنا چاہتے تھے، تاکہ وہ مائل بہ اسلام ہوں۔ اسی وجہ سے قبول اسلام کے غیر معمولی واقعات رونما ہوئے۔

مستشرق 'ولہاوزن' نے لکھا ہے:

---

☆ اسسٹنٹ پروفیسر: شعبۂ دینیات، عالیہ یونیورسٹی، ۲۱ رحاجی محمد محسن اسکوائر، کولکاتا۔ ۷۰۰۰۱۶ (مغربی بنگال) انڈیا۔

''وہ کیا چیز تھی جس نے اسلام میں داخلی قوت اور استحکام پیدا کر دیا تھا۔ اسلامی روایتیں اس سے بحث نہیں کرتیں۔ بلکہ وہ صرف اس طاقت کے خارجی مظاہرے کے بیان پر اکتفا کرتی ہیں۔ محمد [ﷺ] کے قیام مدینہ کے زمانے کے تمام حالات مغازی رسول اللہ کے تحت بیان ہوتے ہیں۔ مدینے کے قرب وجوار کے بعض چھوٹے چھوٹے قبائل (جہینہ، مزینہ، اسلم اور خزاعہ) کے ساتھ محمد [ﷺ] نے صلح وآشتی کا برتاؤ کیا۔ فیاضانہ غیر جانب داری نے بڑھتے بڑھتے اتحاد کی صورت اختیار کی اور بالآخر یہ سب کے سب مدنی سامراج میں داخل ہو گئے۔ لیکن باقی عرب کے ساتھ خود ان کے اصول نے انہیں محاربانہ رویہ اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ ٹھیک اسی وقت سے، جب سے اسلام نے دین کو چھوڑ کر حکومت کا لباس پہن لیا، ضرورت محسوس ہوئی کہ کافروں سے جنگ کر کے اسلام کی فضیلت کا ثبوت دیں۔ اصول کی جنگ کو تلوار سے فیصل کرنا پڑا اور اللہ کی حاکمیت مطلق کا اظہار ان لوگوں پر، جو اسے ماننے کیلئے تیار نہ تھے، جبر وتشدد کے ذریعہ کیا گیا۔ بجائے عیسیٰ کے اگر محمد [ﷺ] یہ کہتے تو زیادہ مناسب تھا کہ ''میں امن کے لیے نہیں آیا ہوں، بلکہ تلوار لایا ہوں۔'' اسلام گویا بت پرستوں کے خلاف ایک مستقل اعلانِ جنگ کی حیثیت رکھتا ہے۔''[۷]

یہاں پر سیرت مقدسہ ﷺ کے دیگر پہلوؤں کا ذکر نہیں ہے اور نہ عہد نبوی کی جنگوں کے تفصیلی تجزیہ کا یہ موقع ہے، بلکہ اس وقت صرف ان جنگوں کے محرکات پر ہی روشنی ڈالنی مقصود ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ غزوات وسرایا کا آغاز ہونے سے قبل مسلمان مدینہ میں کن حالات سے دوچار تھے۔ اس سے بہ خوبی واضح ہو جائے گا کہ یہ جنگیں کیوں واقع ہوئیں اور پہل مسلمانوں نے کی یا دوسرے لوگوں نے۔

## ہجرت مدینہ پر کفار مکہ اور مدینہ کے یہودیوں اور منافقین کا ردعمل

جن لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کا سینہ ایمانی بصیرت سے منور ہوا، انہیں دیکھ کر کفار مکہ تلملا گئے، ان کا جوشِ غضب بھڑک اٹھا اور وہ انہیں طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے۔ خود نبی اکرم کو کفار ومشرکین نے شدید تکالیف پہنچائیں، یہاں تک کہ منصوبہ بند طریقے سے آپؐ کے قتل کا فیصلہ کر لیا۔ اسی عالم میں جب کہ کارِ نبوت کے بارہ سال گزر چکے تھے، آپؐ اور آپ کے صحابہ سخت مصائب سے گزر رہے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہجرت کا حکم دیا۔ اکثر اہل ایمان مال ودولت اور زمین وجائداد، عزیز واقارب، سب کچھ چھوڑ کر بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ آ گئے۔ یہاں کے مسلمانوں نے آپ کا اور آپؐ کے ساتھیوں کا والہانہ استقبال کیا۔ حضور اکرم ﷺ کی آمد پر نہ صرف مسلمانوں کو حد درجہ خوشی ہوئی، بلکہ یہاں کے یہودیوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ آپ کی مدد اور رہنمائی سے انہیں

ان کے دشمنوں پر نصرت و فتح اور برتری حاصل ہوگی۔۳ جس وقت حضورؐ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے، انہی دنوں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول مدینہ کا سردار بننے والا تھا۔ اس کی تاج پوشی کی ساری تیاری بھی ہو گئی تھی۔ لیکن حضورؐ کے مدینہ پہنچنے سے اس کا خواب چکنا چور ہو گیا اور لوگوں کی توجہ ادھر سے ہٹ کر نبیؐ پر مرکوز ہو گئی۔ اس وجہ سے وہ آپ کا دشمن بن گیا۔ بعض وجوہ سے وہ کھلے عام حضورؐ سے کچھ کہنے کی جرأت تو نہیں کر سکتا تھا، لیکن درپردہ منافقانہ رول ادا کرنے لگا۔

**میثاق مدینہ کے ذریعہ مدینہ کے داخلی انتشار کا انسداد:** اوس و خزرج مدینہ کے اہم قبائل تھے۔ یہ لوگ اپنی پرانی رنجش کی بنا پر باہم دست و گریباں رہتے تھے۔ اس سے کبھی کبھی مدینہ کی فضا مسموم ہو جاتی تھی۔ ادھر یہودیوں کے تین معروف قبائل: بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ بھی یہیں بسے ہوئے تھے۔ اہل کتاب ہونے کی بنا پر وہ مدینہ میں اپنی برتری کا اظہار کرتے اور بسا اوقات یہاں کے اصل قبائل سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے۔ آپؐ نے لوگوں کو اس منافقت اور جنگ جوئی سے روکنے کے لیے نہایت حکمت عملی سے ایک میثاق تیار کیا۔ جو 'میثاق مدینہ' کہلاتا ہے۔ یہ ۵۲ دفعات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے پچیس (۲۵) دفعات تو مسلمانوں سے متعلق ہیں، ستائیس (۲۷) کا تعلق دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے ہے۔ اس میں تمام باشندگانِ مدینہ کے حقوق کی رعایت کی گئی اور زور دیا گیا کہ تمام قبائل اور مذاہب کے لوگ آپس میں اتحاد و اتفاق سے رہیں گے، ہر ایک کو اپنے مذہب پر عمل کی آزادی حاصل رہے گی اور اگر کوئی بیرونی قبیلہ مدینہ پر حملہ آور ہوتا ہے یا اس کے کسی فرد کو اذیت پہنچاتا ہے تو اس کے تدارک کے لیے سب لوگ تیار رہیں گے اور ہر طرح سے اس کی مدد کریں گے۔۴ اس میثاق کی رو سے بہ ظاہر مدینہ ہر طرح کے داخلی و خارجی خطرات اور اندیشوں سے محفوظ ہو گیا، مگر اندرونی طور پر دشمنانِ دین اپنی تخریب کاری سے باز نہ آئے۔

**قریش کی دھمکی:** ادھر کفار مکہ کو مسلمانوں کی مضبوط پوزیشن کا علم ہوا تو ان کی دشمنی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ مسلمان آگے چل کر خود اہل مکہ کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے فوری کوئی بڑی کارروائی کرنے سے پہلے مدینہ کے رئیس عبداللہ بن ابی بن سلول کو ایک دھمکی بھرا خط لکھا اور زور دیا کہ تم محمد [ﷺ] کو ان کے صحابہ سمیت مدینہ سے نکال باہر کرو، یا ان سب کا قتل کر دو، ورنہ ہم اپنی پوری جمعیت کے ساتھ تم پر دھاوا بول دیں گے اور سب کو فنا کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کی عزت پامال کر دیں گے۔۵ آئے دن مسلمانوں کو نئی نئی خبریں مل رہی تھیں کہ مشرکین مکہ مدینہ پر کبھی بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ اس خطرہ کی وجہ سے حضورؐ رات رات بھر جاگ کر گزارتے۔ ایک رات کی بے چینی کو دیکھ کر حضرت سعد بن وقاصؓ نے پہرہ دیا۔۶ خلاصہ یہ کہ مکہ سے نکل جانے کے بعد بھی قریش نے مسلمانوں کو سکون سے رہنے نہ دیا۔ جب تک انہوں نے کوئی بڑی فوجی کارروائی نہ کی، وہ مسلمانوں کو اپنے تفوق کی بنا پر ڈراتے دھمکاتے اور افواہوں کے زور پر ہراساں کیے رہے۔

**اردگرد کے قبائل میں قریش مکہ کی پوزیشن مستحکم تھی:** قریش مکہ کو خانہ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے

سارے عرب میں تفوق حاصل تھا اور وہ لوگ ان کا احترام کرتے تھے۔ اگر وہ کسی وقت مسلمانوں پر حملہ کرتے تو اردگرد کے قبائل ان کا ساتھ دیتے۔ نیز قریش مکہ کے تجارتی سفر میں جو قبائل راستے میں پڑتے تھے ان سے ان کے تعلقات مستحکم تھے۔ وہ ان کی آواز پر ان کا ساتھ دیتے، جب کہ مسلمانوں کا کوئی معاون اور مددگار نہ تھا، سوائے اوس وخزرج کے، مگر ان کی تعداد بہت کم تھی اور وہ اپنے اندرونی اختلافات میں الجھے ہوئے تھے۔ ان کے تعلقات بھی قرب وجوار کے قبائل سے بہت کم تھے۔ ان حالات میں اللہ کے رسول ﷺ نے اردگرد کے قبائل میں اپنے آدمیوں کو بھیجنا شروع کیا، تا کہ ایک طرف قریش مکہ کی فوجی کارروائیوں کی خبر قبل از وقت ملتی رہے، دوسرے ان قبائل سے قربت بڑھے اور انہیں بھی معاہدے میں شامل کیا جاسکے۔ مشہور محقق وسیرت نگار ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ لکھتے ہیں:

''جیسے ہی یہ ابتدائی انتظامات مکمل ہوگئے، یعنی بے گھر مہاجرین کا مسئلہ ختم ہوگیا اور مملکت یعنی شہر مدینہ کے سارے قبائل کی ایک تنظیم عمل میں آگئی تو فوراً ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورے کرنے کا آغاز فرمایا۔ پہلے شمال کی طرف گئے۔ مدینے سے شمال کی طرف تین چار دن کی مسافت پر قبیلہ جہینہ بستا تھا، اس کے معاہدے کی جو تفصیلات موجود ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبیلہ مسلمان نہیں تھا، اس کے باوجود وہ مسلمانوں کے ساتھ فوجی حلیف پر تیار تھا۔ غالباً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہوگی کہ تم تنہا ہو، تمہارے دشمن موجود ہیں، اگر وہ تم پر حملہ کریں گے تو تمہیں کوئی مدد نہیں دے گا، کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ تم اور ہم آپس میں دوستی کرلیں؟ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم پر کوئی حملہ کرے گا تو ہم تمہاری مدد کو دوڑ آئیں گے اور اگر ہم پر کوئی حملہ کرے اور ہم تم کو بلائیں تو تم بھی مدد کو آنا۔ بات معقول تھی، اس قبیلے نے قبول کرلیا۔ چنانچہ معاہدے میں صراحت ہے کہ یہ صرف فوجی معاہدہ ہے، اس کا دینی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔'' ۷

**زیارتِ خانۂ کعبہ کے لیے مسلمانوں پر پابندی:** ہجرت کے کچھ ماہ بعد حضرت سعد بن معاذؓ عمرہ کی نیت سے مکہ گئے اور اپنے دوست وحلیف امیہ بن خلف کے یہاں ٹھہرے۔ ایک دن اس کے ساتھ طواف کعبہ کے لیے نکلے۔ راستے میں ابوجہل سے ملاقات ہوگئی۔ ابوجہل نے امیہ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ سعدؓ ہیں۔ اس پر ابوجہل نے سخت لہجے میں کہا کہ تم نے 'بددین' کو اپنے یہاں پناہ دے رکھی ہے۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ مسلمان خانۂ کعبہ کا طواف کرنے آئیں۔ پھر حضرت سعدؓ سے مخاطب کر کے کہا: بخدا اگر تم امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو یہاں سے بچ کر نہیں جاسکتے تھے۔ اس پر حضرت سعدؓ نے کہا: اگر تم نے ہمیں زیارت خانۂ کعبہ سے روکا تو ہم تمہارا راستہ روک دیں گے۔ ۸ مطلب یہ تھا کہ شام کے تجارتی سفر کے لیے تمہیں ہمارے علاقے سے ہی گزرنا ہوگا، اس وقت کیا کرو گے۔ اس واقعہ سے

مسلمانوں پر یہ بھی واضح ہوگیا کہ اب ان کے لیے خانۂ کعبہ کے دروازے بند ہوگئے اور وہ آئندہ حج کی سعادت سے محروم رہیں گے۔

## مسلمانوں کے لیے مدافعانہ جنگ لڑنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا:

اہل مکہ آپ کے دشمن تو تھے ہی، ان کی شہ پر قرب و جوار کے لوگ بھی آپ کے دشمن ہوگئے۔ عبداللہ بن ابی کے منصوبہ کی تکمیل نہ ہونے کی بنا پر وہ بھی آپ کا دشمن بن گیا تھا۔ پھر جب قریش مکہ کی شہ ملی تو اس کی عداوت اور زیادہ بڑھ گئی۔ یہودیوں نے بلاوجہ آپ کو اپنا دشمن سمجھ لیا۔ اب وہ وقت آگیا تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ کھول دیئے جائیں اور انہیں حکم دیا جائے کہ جو لوگ انھیں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ان کے وجود کو فنا کرنے پر کمر بستہ ہیں، ان کا مقابلہ کریں۔ وہ مظلوم ہیں اللہ ان کی مدد کرے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

"أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ. اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ." (الحج:۳۹-۴۰)

(اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے، کیوں کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے، صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے تھے: "ہمارا رب اللہ ہے۔)

اس آیت میں صاف کہا گیا ہے کہ ان لوگوں کو یوں ہی جنگ کی اجازت نہیں دی جارہی ہے اور بلاوجہ نبیؐ لوگوں سے جنگ نہیں لڑ رہے ہیں، بلکہ یہ مظلوم ہیں، انہیں ستایا گیا، گھروں سے نکالا گیا اور سکون سے رہنے نہیں دیا گیا، اس لیے اپنے دفاع میں یہ اقدام کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود نبی ﷺ اس بات کے خواہاں تھے کہ دونوں فریقوں کے درمیان جنگ کی نوبت نہ آئے۔ چنانچہ اسی غرض کے لیے قرب و جوار کے علاقوں میں وفود روانہ کئے، تا کہ قریش مکہ اپنی تجارت کا خطرہ محسوس کر کے مسلمانوں سے صلح کا ہاتھ بڑھائیں۔ ان وفود کا مقصد لوٹ مار اور ڈاکہ زنی قطعاً نہیں تھا۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

"غرض ان حالات کی بنا پر غزوۂ بدر سے پہلے سو سو پچاس پچاس کی ٹکڑیاں مکہ کی طرف روانہ کی جانے لگیں۔ ابواء کی مہم سے پہلے بذات خاص آپؐ نے کسی مہم میں شرکت نہیں کی۔ اس ابواء کی مہم سے پہلے، جو صفر ۲ھ میں واقع ہوئی اور جس میں آپ نے خود شرکت فرمائی تھی، ارباب سیر نے تین مہموں کا ذکر کیا ہے، جن کو ان کی زبان میں 'سریۂ' کہتے ہیں۔ سریۂ حمزہ، سریۂ عبیدہ بن حارث، سریۂ سعد بن ابی وقاص۔ لیکن ان میں سے کسی مہم میں کوئی کشت و خون نہیں ہوا۔ یا تو بیچ بچاؤ ہوگیا یا بچ کر نکل گئے۔ ارباب سیر نے ان سرایا کا مقصد یہ بتایا ہے کہ یہ قریش کے

تجارتی قافلہ کو چھیڑنے کے لیے بھیجے جاتے تھے، یعنی حضرت سعد کی تہدید کے مطابق ان کی شامی تجارت کو بند کرنا مقصود تھا۔ مخالفین کہتے ہیں کہ صحابہ کو غارت گری کی تعلیم دی جاتی تھی۔ لیکن یہ الزام کس قدر جہالت پر مبنی ہے کہ اول تو اسلام کی شریعت میں یہ سخت تر گناہ ہے، ثانیاً واقعہ کیا بتاتا ہے؟ کیا ان میں سے کسی مہم میں بھی یہ مذکور ہے کہ صحابہ نے قافلہ کا مال لوٹ لیا؟ ثالثاً اگر ان سرایا کا مقصد لوٹنا اور ڈاکہ ڈالنا ہی ہوتا تھا تو قریش کے قافلۂ تجارت کے سوا یہ مقصد کہیں اور نہیں حاصل ہوسکتا تھا؟''۹

کون نہیں جانتا کہ عرب کی سرزمین برسہابرس سے غیر مامون تھی اور ان کے درمیان قتل وخوں ریزی کا لامتناہی سلسلہ جاری تھا۔ لیکن حضور کی بعثت کے صرف بیس (۲۰) سال بعد فتح مکہ کے ساتھ ہی پورے عرب میں امن وامان کی فضا طاری ہوگئی۔ اسی کے حصول کے لیے تو نبیؐ نے اتنی مصیبتیں اور مشقتیں برداشت کی تھیں۔ یہ مقصد آپ کو اقدامی جنگ کے ذریعہ نہیں، بلکہ دفاعی جنگ کے ذریعہ حاصل ہوا۔ جنگ بدر تا جنگ احزاب ساری جنگیں مدافعانہ تھیں۔ یہ جنگیں یا تو مدینے کے قریب لڑی گئیں یا مکہ ومدینہ کے درمیانی مقام پر۔ مقام جنگ اس بات کے ثبوت ہیں کہ حملہ آور مشرکین تھے، جو اسلام کو مٹانے کے ارادے سے آئے تھے۔ مدافعت کا حق دنیا کا ہر قانون تسلیم کرتا ہے۔ خود عیسائی کتب مقدسہ اس حق سے انکار نہیں کرتیں۔ عہد نامۂ قدیم کی رُو سے فیصلہ کیا جائے تو پورا مشرک عرب گردن زدنی قرار پائے گا اور مسلمانوں کو مدافعت کا پورا پورا استحقاق میسر تھا۔۱۰

**قریش مکہ کی جانب سے حملہ کی پہل:** غزوۂ بدر سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے جو سرایا روانہ کیے، ان میں سے کسی بھی سریہ کی قریش مکہ سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔ البتہ ان کا ایک مفید نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ آپؐ کے ذریعے مختلف قبائل کے درمیان جو عہد وپیمان ہوئے 'یا تو وہ آپ کا ساتھ دیں گے، یا پھر غیر جانب دار رہیں گے' سے قریش مکہ اپنے لیے خطرہ محسوس کرنے لگے۔ اسی بوکھلاہٹ میں کرز بن جابر فہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کردیا اور مدینہ والوں کے مویشیوں کو بھگا لے گیا۔ اس نازیبا حرکت کے ذریعہ قریش مکہ مسلمانوں کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ ہم تین سو میل دور رہنے کے باوجود تمہارے گھروں سے مویشی بھگا لے جاسکتے ہیں، تو پھر تم پر کسی وقت حملہ کرنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ مسلمانوں نے ان قریشی لٹیروں کا دور تک تعاقب کیا، مگر وہ بچ کر نکل گئے۔۱۱

**قریش کی جنگی کارروائیوں کا پتہ لگانا:** حضور اکرم ﷺ حالات کے پیش نظر چند افراد پر مشتمل قافلہ کو ادھر اُدھر بھیجا کرتے تھے، تاکہ قریش مکہ کی کارروائی کی خبر قبل از وقت ملتی رہے۔ اسی غرض کے لیے آپؐ نے ایک مختصر دستہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی قیادت میں ہجرت کے سترہ (۱۷) ماہ بعد ماہ رجب میں روانہ کیا۔ یہ دستہ مکہ کے بالکل قریب پہنچ گیا، جہاں سے قریش مکہ کی کارروائیوں سے آگاہی حاصل کی جاسکتی تھی۔ اسی مقام پر قریش کے ایک

تجارتی قافلہ سے مسلمانوں کا آمنا سامنا ہو گیا۔اب ان کے لیے مقابلہ کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔لیکن مشکل یہ تھی کہ یہ رجب کی آخری تاریخ تھی جو اشہر حرم میں شامل ہے اور اس میں جنگ ممنوع ہے۔آپسی ردوقدح کے بعد یہ بات طے پائی کہ ان پر حملہ کیا جائے۔اس جھڑپ میں قریش کا ایک آدمی مارا گیا۔کچھ بھاگ نکلے۔دو کو مسلمانوں نے گرفتار کرلیا اور ان کے سامان پر قبضہ کر کے کامیاب و کامران مدینہ لوٹے۔کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی طرف سے کرز بن جابر فہری کے حملے کا جواب تھا۔جب یہ لوگ مدینہ پہنچے اور قیدیوں اور مال غنیمت کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپؐ نے سخت ناراضی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم نے تمہیں حملہ کرنے کی اجازت تو نہیں دی تھی؟ ۱۲ اس حملے پر مشرکین نے بھی واویلا مچایا اور ہر طرف سے سوال ہونے لگے کہ مسلمانوں نے حرام مہینے کی حرمت پامال کی ہے۔اس پر سورۂ بقرہ کی آیت ۲۱۷ نازل ہوئی، جس میں فرمایا گیا کہ قریش کی زیادتیوں کے سامنے یہ واقعہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

**غزوۂ بدر کے اسباب:** غزوۂ بدر سے ایک مہینہ قبل خود رسول اکرم ﷺ ڈیڑھ دو سو صحابہ کو ساتھ لے کر مقام ذی عشیرہ' تک گئے تھے۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ کے سراغ رساں دستہ نے آپ کو اطلاع دی کہ قریش کی ایک جماعت ان کا مال تجارت لے کر شام کے لیے مکہ سے روانہ ہو چکی ہے۔مگر جب حضورؐ مقام مذکور پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ وہاں سے گزر چکا ہے۔یہیں سے اسلامی تاریخ میں غزوات کا ایک نیا باب شروع ہوتا ہے۔بیش تر مورخین اور اصحاب سیر لکھتے ہیں کہ جب مذکورہ قافلہ واپس آ رہا تھا، جو اپنے ساتھ کثیر منافع اور مال و دولت رکھتا تھا تو اس کے تعاقب کے لیے رسول ﷺ دوبارہ نکلے، جس کے نتیجے میں جنگ بدر واقع ہوئی۔اس قافلہ کا سردار ابوسفیان تھا اور ان کے ساتھ قریش کے دیگر بڑے سردار بھی تھے۔غور طلب بات ہے کہ کیا قریش مکہ 'مخلہ' کے حملہ سے بے خبر تھے؟ کیا انہیں اندازہ نہیں تھا کہ مال و دولت سے بھرے اس قافلہ کو نبیؐ اور آپ کے اصحاب روکنے کی کوشش کریں گے؟ انہوں نے مسلمانوں کے ارادے کا پوری طرح اندازہ کر لینے کے بعد ہی یہ سفر اختیار کیا ہوگا، قریش کا یہ قافلہ جاتے ہوئے مسلمان کی گرفت سے بچ نکلا، مگر واپسی کے وقت اسے یقین تھا کہ اس بار ضرور مسلمانوں سے سامنا ہوگا۔اس لیے ابوسفیان نے پہلے ہی مکہ خبر بھجوادی کہ ہمارا قافلہ خطروں میں گھر چکا ہے، ہماری مدد کے لیے پوری تیاری کے ساتھ پہنچو۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کی تیاری قریش مکہ نے پہلے سے ہی شروع کر دی تھی۔فوجی قوت کی فراہمی اور نقل و حرکت کے انتظامات کیلئے درکار وقت کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ منصوبہ ایسے وقت تیار کیا گیا جب ابوسفیان کا قافلہ ابھی شام سے روانہ بھی نہ ہوا تھا۔۱۳ تاہم نبیؐ نے اپنی اس کارروائی کو اپنے صحابہ کے لیے بہت زیادہ ضروری نہیں سمجھا کہ اس میں شرکت سب کیلئے لازمی ہو۔جیسا کہ امام بخاری نے صراحت کی ہے۔۱۴ اس کی تائید ابن ہشام کے مندرجہ ذیل اقتباس سے بھی ہوتی ہے:

> ''لوگوں نے آپ کی ترغیب کا اثر قبول کیا اور بعض تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے، البتہ بعض نے سستی کی۔اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے خیال کیا کہ رسولؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ جنگ درپیش

ہے۔"۱۵

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے چند سواریوں اور معمولی جنگی اسلحہ کو جمع کیا اور تین سو تیرہ (۳۱۳) صحابہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور مقام بدر پر پہنچ کر مکی فوج اور قافلہ کا انتظار کرنے لگے۔ ادھر ابوسفیان کی طرف سے خبر ملتے ہی سارا مکہ اس کی مدد کو نکل پڑا۔ یہ دستہ ایک ہزار نفوس پر مشتمل اور پوری طرح آلات حرب سے لیس تھا۔ اچانک تیاری میں اتنا ساز وسامان اور اتنی تنظیم نہیں ہو سکتی۔ اس لیے لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ پہلے سے ہی اس کی تیاری کر رہے تھے، البتہ بعد میں اس کارروائی کو قافلہ کی حفاظت کا نام دیا گیا۔

جب رسول اکرم ﷺ بدر کے مقام پر پہنچے تو ابوسفیان کا قافلہ راستہ بدل کر وہاں سے نکل چکا تھا۔ اس قافلہ کے بچ نکلنے کی خبر قریش کی فوج کو ہو گئی تھی، جو اس کی مدد کے لیے آ رہی تھی۔ اب مسلمانوں سے لڑنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، چنانچہ بعض لوگوں نے سپہ سالار ابوجہل سے کہا کہ چوں کہ ہمارے آدمی اور اموال محفوظ ہیں، ابوسفیان بچ کر مکہ کی طرف روانہ ہو چکا ہے، اس لیے اب جنگ کی کوئی ضرورت نہیں، مگر ابوجہل نے ان لوگوں کی بات نہ مانی اور آمادۂ جنگ رہا، دوسری طرف مسلمان کسی بڑی جنگ کی نیت سے نہیں آئے تھے، اس لیے حضورؐ نے اس نازک وقت میں صحابۂ کرام سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ مہاجرین اور انصار سب نے بیک زبان کہا کہ ان کا مقابلہ کیا جائے، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس پر اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

"چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ اس وقت گویا میں بے شبہ ان لوگوں کے پچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔"۱۶

تین سو تیرہ (۳۱۳) اور ایک ہزار (۱۰۰۰) ہزار کا کیا مقابلہ، وہ بھی اس حال میں کہ مسلمانوں کے پاس جنگی اسلحہ بھی فریق مخالف کے مقابلہ میں بہت کم تھا۔ لیکن چونکہ یہ حق و باطل کا پہلا معرکہ تھا، اس لیے ان کے حوصلے بلند تھے۔ انھوں نے یہ جنگ اپنے ذاتی مفاد اور مال و دولت کے لالچ میں نہیں کی تھی، بلکہ اللہ کی رضا اور اس کے دین کو دنیا میں غالب و نافذ کرنے کے لیے کی تھی۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نصرت و مدد فرمائی، قریش مکہ شکست سے دوچار ہوئے اور مسلمانوں کو کامیابی اور سرخروئی حاصل ہوئی۔

**ابوسفیان کے ذریعے مسلمانوں پر دوبارہ حملہ:** قریش مکہ اب بھی سکون سے نہ بیٹھے اور انھوں نے بدر کی شکست کا بدلہ لینے کی ٹھان لی، یہاں تک کہ ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک محمد [ﷺ] سے فیصلہ کن جنگ نہ کر لوں گا اس وقت تک جنابت غسل کے لیے پانی کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ اپنی قسم کو پوری کرنے کے لیے اس نے دو سو سواروں کو ساتھ لیا اور مدینہ کے قریب ایک پہاڑی کے دامن میں اترا۔ اپنے لشکر کو اس نے وہیں ٹھہرایا اور خود رات کی تاریکی میں مدینہ کے یہودی سلام بن مشکم کے پاس گیا۔ اس نے اسے مہمان بنایا اور مسلمانوں کے رازوں کی خبر دی۔ پھر وہ رات کے

آخری حصے میں وہاں سے نکل گیا۔ جاتے جاتے مدینہ کے ایک کنارے 'عریض' کے مقام پر واقع ایک نخلستان میں آگ لگادی اور ایک انصاری سعد بن عمرؓ اور ان کے حلیف کو کھیت میں تنہا پاکر قتل کردیا۔ حضور ﷺ کو اس حملہ کی خبر ہوئی تو چند صحابہ کو اس کے پیچھے دوڑایا، مگر وہ اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ ۱۷ اس حملہ کے ذریعہ ابوسفیان نے اپنی قسم تو پوری کرلی، مگر خواہ مخواہ مسلمانوں کو مجبور کردیا کہ تم بھی قریش پر حملہ کرو۔

**بنوقینقاع کی معاہدہ شکنی اوراس کا انجام:** مدینہ میں آباد یہودیوں کا ایک قبیلہ بنو قینقاع تھا۔ مسلمانوں کو غزوۂ بدر میں شان دار کامیابی ملی تو ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے۔ سب سے پہلے انھوں نے ہی عہد شکنی کی۔ اِس پر اللہ کے رسول نے انہیں سمجھایا، مگر انھوں نے پلٹ کر جواب دیا:

> ''اس دھوکے میں نہ رہنا کہ ہم بھی تمہاری قوم کی طرح ہیں۔ ان لوگوں کو جنگ کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا، اس لیے تم نے ان پر قابو پالیا۔ ہم سے جنگ کروگے تو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں۔'' ۱۸

ایک دن اپنی بدباطنی کی وجہ سے انھوں نے اس کا موقع بھی فراہم کردیا کہ ان پر سختی کی جائے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ ہوا یہ کہ ایک مسلمان عورت کچھ سامان خریدنے کی غرض سے ان کے ایک دکان دار کے یہاں گئی۔ دکان دار نے اس کے ساتھ شرارت کی۔ خاتون نے اپنی مدد کے لیے آواز لگائی، اس پر ایک مسلمان نے دکان دار کو قتل کردیا۔ ردِعمل کے طور پر یہودیوں نے اس مسلمان کو شہید کردیا۔ اس پر فضا کشیدہ ہوگئی۔ مقتول مسلمان کے اقربا اور ان کے حلیف بگڑے تو پوری آبادی مسلم آبادی پر ٹوٹ پڑی۔ اس فساد کو ختم کرنے کے لیے بنوقینقاع کے خلاف تادیبی کاروائی کی گئی۔ ان کا محاصرہ کیا گیا۔ باہر سے کوئی ان کی مدد کو نہ پہنچا تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس وقت منافق عبداللہ بن ابی درمیان میں آگیا اور نبی ﷺ سے درخواست کی کہ میرے حلیفوں کے ساتھ رحم کا معاملہ کیجئے۔ آپؐ نے ان کی جان بخشی تو کردی، مگر حکم دیا کہ وہ مدینہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ ۱۹

## غزوۂ احد:

ابوسفیان غزوۂ بدر کا بدلہ لینے کی مسلسل تیاری کرتا رہا۔ اس کے ساتھ بعض دوسرے سردار بھی قریش کے اعیان واشراف کے پاس پہنچتے اور انہیں آمادہ کرتے کہ مسلمانوں سے ایک بڑی جنگ لڑنے میں ہماری ہر طرح سے مدد کریں، یہاں تک کہ پورا مکہ ایک فیصلہ کن جنگ کے لیے تیار ہوگیا۔ قریش کے بڑے بڑے سرداروں کی خواتین نے بھی اس جنگ میں حصہ لیا۔ جب تین ہزار کا لشکر جرار تمام ساز وسامان کے ساتھ تیار ہوگیا تو منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا آگے بڑھا اور 'جبل احد' کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا نور محمد ثاقب*

# علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات

''علم اُصول حدیث'' جسے ''علم مصطلح الحدیث'' ، ''علم درایۃ الحدیث'' اور ''علوم الحدیث'' بھی کہتے ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اِس علم کی جامع اور مختصر تعریف یوں فرمائی ہے:

معرفة القواعد المعرِّفة بحالِ الرّاوی والمروی ۔ یعنی یہ اُن قواعد واُصول کا جاننا ہے جس کے ذریعے سے رُواۃ اور روایات کے احوال پہچانے اور پرکھے جاسکیں۔

اسی تعریف کو علاّمہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے الفیہ میں اس طرح بیان کیا ہے:

علم الحدیث ذو قوانین یُحد  یُدریٰ بھا أحوالُ متنٍ وسند

فذانک الموضوع والمقصود  أن یُعرَف المقبول والمردود

اِن دو اشعار کے اندر علم اُصولِ حدیث کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت تینوں چیزیں آگئیں، یعنی علم اُصولِ حدیث اُن چند قوانین کا نام ہے جن سے حدیث کی سند اور متن کے احوال معلوم ہوں جو کہ صحت، حُسن، ضعف، رفع، وقف، قطع، علو، نزول، کیفیتِ تحمّل واداء اور رجال کی صفات وغیرہ ہیں، اور یہی دو چیزیں یعنی متن اور سند اِس علم کا موضوع ہے، اور غرض اس فن کی یہ ہے کہ مقبول اور مردود روایات کی معرفت حاصل ہوجائے کہ کون سی حدیث مقبول وقابلِ استدلال ہے اور کون سی حدیث غیر مقبول وغیر معتبر ہے۔

بندہ (راقم الحروف) چاہتا ہے کہ اُصول حدیث کے سلسلۂ مضامین کے آغاز میں اِس فن میں حضرات علماء احناف کی تصانیف کا تذکرہ کرے۔

ہمارے بلاد میں اِس فن میں بعض غیر احناف علماء کی کتابیں مشہور ہیں جس میں حافظ ابن حجر کی ''شرح نخبۃ الفکر''، ابن الصلاح کی ''علوم الحدیث'' (جو مقدمہ ابن الصلاح کے نام سے مشہور ہے)، علامہ سیوطی کی ''تدریب الرّاوی شرح تقریب النووی''، قاضی ابو محمد رامَہُرمُزی کی ''المحدّث الفاصل بین الرّاوی والواعی''، حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری کی ''معرفۃ علوم الحدیث''، خطیب بغدادی کی ''الکفایۃ فی علم الرّوایۃ'' اور ''الجامع لِأخلاق الرّاوی وآداب السامع'' اور قاضی عیاض کی ''الإلماع الی معرفة أصول الروایة وتقیید السّماع'' وغیرہ

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان، وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان)

ان تصنیفات سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حضرات علماء احناف نے اس فن میں کتابیں نہیں لکھی یا بہت تھوڑی لکھی ہوں گی۔ ہرگز نہیں! بلکہ احناف کا اِس فن میں بہت بڑا حصہ ہے اور انہوں نے اس موضوع لار بہت سی قابل قدر کتابیں لکھی ہیں۔

علمائے احناف نے ایک طرف اُصولِ حدیث کو اُصول فقہ کی کتابوں کے مبحث ''سنۃ الرسول'' کے ضمن میں اچھی طرح بیان کیا ہے، کیونکہ اُن کے نزدیک علم اُصول حدیث کی غرض صحیح وضعیف اور راجح ومرجوح کی تمیز کرنا ہے جس سے احکام کے استنباط کے آسان ہونے اور پوری بصیرت کے ساتھ مسائلِ شرعیہ کے دلائل کا علم حاصل ہو جائے۔

جیسے اُصول البزدوی، اُصول السرخسی، کشف الاسرار شرح اُصول البزدوی لعبدالعزیز بن احمد البخاری الحنفی المتوفی سنہ ۷۳۰ھ اور ''الشامل'' شرح اُصول البزدوی لامیر کاتب بن امیر عمر الفارابی الاتقانی الحنفی المتوفی سنہ ۷۵۸ھ، وغیرہ شامل ہیں کتاب (الشامل) اُصول حدیث کے بیان میں ایک جامع کتاب ہے' اس میں کتاب السنۃ تقریباً تیرہ سو (۱۳۰۰) بڑی سائز کے صفحات پر مشتمل ہے، یہ کتاب قاہرہ میں موجود ہے اور بندہ (راقم الحروف) نے خود ۲۲ر رجب ۱۴۲۴ھ کو ''الشامل'' کا مخطوطہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مجلس الدعوۃ والتحقیق الاسلامی کے مکتبہ میں دیکھا ہے۔

اسی طرح اُصول فقہ کی دیگر کتابوں میں بھی ''سنۃ الرسول'' کے ضمن میں اُصول حدیث اچھی طرح بیان ہوئی ہے۔

جبکہ دوسری جانب حضرات احناف نے اِس علم میں بہت سی مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔

مستقل اصول حدیث کے ضمن علماء احناف کے یہ شاندار علمی اور تحقیقی تصنیفات بمع اسماء مصنفین اور تواریخ وفات حسب ذیل ہیں۔

۱. ''التّسویۃ بین أخبرنا وحدثنا'' للامام أبی جعفر الطّحاوی الحنفی، المتوفی سنۃ ۳۱۱ھ

۲. ''المغنی فی علم الحدیث'' لِعمر بن بدر بن سعید الموصلی الحنفی، المتوفی سنۃ ۶۲۲ھ

۳. ''المنتخب فی علوم الحدیث'' للامام الحافظ قاضی القضاۃ علاء الدّین أبی الحسن علیّ بن عثمان بن ابراھیم المار دینی المصری، الحنفی المعروف بابن التّرکمانی، المولود سنۃ ۶۸۳ھ، المتوفی سنۃ ۷۵۰ھ۔ انہوں نے اس میں ابن الصلاح کے علوم الحدیث کا اختصار کیا ہے، ابن فہد رحمہ اللہ نے ''لَحظ الالحاظ'' ص ۱۲۶ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اِس میں ابن الصلاح کی کتاب کا بہت اچھا اور پورا اختصار کیا ہے۔

۴. ''اِصلاح ابن الصّلاح'' للامام الحافظ علاء الدّین أبی عبداللہ مُغُلطای بن قِلیج البَکْجَرِی المصری، الحنفی، المولود ۶۸۹ھ المتوفی ۷۶۲ھ۔ یہ ابن الصّلاح کے علوم الحدیث کا حاشیہ ہے۔

۵. "نظم محاسن الاصطلاح وتضمين كتاب ابن الصّلاح للبُلْقِينى" تاليف الامام الأديب المحدّث زين الدّين أبى العِزّ طاهربن الحسن بن عمربن الحسن بن حبيب الحلبى،الحنفى، ويُعرف بابن حبيب،المولودبعد سنة ۷۴۰ھ ، المتوفّى سنة۸۰۸ھ۔

حافظ ابن حجر نے ''إنباء الغمر'' ج۵ص۳۲۵ میں فرمایا ہے کہ یہ بلقینی کے ''محاسن الاصطلاح'' کا بہترین منظومہ ہے۔

۶. "المختصرالجامع لِمعرفة علوم الحديث" للسيّدالشريف أبى الحسن علىّ بن محمّد بن علىّ الحُسَينى الجرجانى الحنفى المتوفّى بشيراز سنة۸۱۶ھ

۷. "جواهرالأصول فى علم حديث الرّسول" للامام العلّامة الشيخ أبى الفيض محمّد بن محمّد بن علىّ الفارسى الحنفى،المشهور بِفصيح الهروى، المتوفّى بعد رمضان سنة۸۳۷ھ

۸. "العالى الرّتبة شرح نظم النخبة" للامام المحدّث تقى الدين أبى العباس أحمد بن محمّد بن محمّد بن حسن التميمى الشُمُنّى، القُسْطَنْطِينِىّ الأصل،الاسكندرىّ المولد، ثمّ القاهرى، المالكى، ثمّ الحنفى، المولودسنة ۸۰۱ھ، المتوفّى سنة۸۷۷ھ وقيل سنة۸۷۲ھ

۹. "القول المُبْتَكَرعلى شرح نخبة الفكر" للامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطْلُوبُغَا الجَمَالىّ المصرى، الحنفى، المولودسنة۸۰۲ھ،المتوفّى سنة۸۷۹ھ

۱۰. "شرح القصيدة الغراميّة" للامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطْلُوبُغَا الحنفى، المولودسنة۸۰۲ھ، المتوفّى سنة۸۷۹ھ

۱۱. "حاشية شرح ألفية العراقى" للامام المحدّث العلّامة زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطْلُوبُغَا الجمالىّ المصرى، الحنفى، المولودسنة۸۰۲ھ، المتوفّى سنة۸۷۹ھ

۱۲. "شرح ألفية العراقى" للامام الفقيه المحدّث الأصولى النّحوى زين الدّين أبى محمّد عبدالرّحمٰن بن أبى بكرالعينى الدمشقى، الحنفى، المولودسنة۸۳۷ھ، المتوفّى سنة۸۹۳ھ

۱۳. "شرح ألفية العراقى" للامام الفقيه الأصولى المحدّث برهان الدّين ابراهيم بن محمّد بن ابراهيم الحلبى، الحنفى، المولودبحلب حوالى سنة۸۶۵ھ، المتوفّى بالقُسْطَنْطِينِيّة سنة۹۵۶ھ

۱۴. "قَفْوُ النَّخْبَة على شرح النّخبَة" للامام المحدّث المؤرّخ رضى الدّين أبى عبدالله محمّد بن ابراهيم بن يوسف الحلبى، التّاذفى، الحنفى، الشهيربابن الحنبلى، المولودسنة۹۰۸ھ، المتوفّى سنة۹۷۱ھ

۱۵. "قَفْوُالأثرفى صَفْوِعلوم الأثر" للامام المحدّث المؤرّخ رضىّ الدّين أبى عبدالله محمّد بن

ابراهيم بن يوسف بن عبدالرّحمٰن الحلبى، الحنفى، المعروف بابن الحنبلى، الشهير بالتّاذفى، المولود سنة ۹۰۸ھ، المتوفّى سنة ۹۷۱ھ

۱۶. "مُلخّص شرح ألفية العراقى" للسيّد الشريف مُحمّد أمين الشهير بأمير بادشاه البخارى، الحنفى، الفقيه الأصولى، نزيل مكّة المكرّمة، المولود...، المتوفّى حوالى سنة ۹۸۷ھ

۱۷. "مصطلحات أهل الأثر علىٰ شرح نُخبة الفكر" للامام العلّامة نور الدّين أبى الحسن على بن سلطان محمّد الهروى ثمّ المكّى، الحنفى، المشهور بلقب العلّامة مُلّا علىّ القارى، المولود...، المتوفّى سنة ۱۰۱۴ھ

۱۸. "إمعان النظر بشرح شرح نُخبة الفكر" للامام المحدّث القاضى محمّد أكرم بن عبدالرّحمٰن النّصربُورى السِّندى ثمّ المكّى، الحنفى، المولود فى أوائل القرن الحادى عشر، المتوفّى...،

۱۹. "شرح نُخبة الفكر" للشيخ اسمٰعيل حقى بن مُصطفٰى التّركى الاصطنبولى، الحنفى، المولود سنة ۱۰۶۳ھ، المتوفّى سنة ۱۱۳۷ھ

۲۰. "بهجة النّظر شرحٌ علىٰ شرح نُخبة الفكر" لِسند المحدّثين العلّامة أبى الحسن بن محمّد صادق بن عبدالهادى السّندى المدنى الحنفى، نزيل المدينة المنوّرة، المتوفّى بها سنة ۱۱۳۸ھ

۲۱. "شرح نُخبة الفكر" للامام المحدّث المُسنِد شمس الدّين أبى عبدالله محمّد بن حسن، الحنفى، المعروف بابن هِمّات زاده الدّمشقى، التّركمانى الأصل، الشّامى المولد، المولود بدمشق سنة ۱۰۹۱ھ، المتوفّى بالقاهرة سنة ۱۱۷۵ھ

۲۲. "بُلغة الأريب فى مصطلح آثار الحبيب" للامام الحافظ المحدّث اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضٰى الحُسَينى العَلَوىّ الزّبيدى المصرى، الحنفى، شارح "القاموس" و "الإحياء"، المولود بالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ، المتوفّى بمصر سنة ۱۲۰۵ھ۔ اِس کتاب کی تالیف کے وقت مولف رحمہ اللہ کی عمر اٹھارہ (۱۸) سال تھی تو یہ اُن کی فوقیت، سمجھداری، متانتِ علمی اور مہارت کی دلیل ہے۔

۲۳. "كوثر النّبى" للشيخ المحدّث عبدالعزيز بن أحمد بن حامد القرشى الفريهارى الملتانى الحنفى، صاحب "النبراس شرح شرح العقائد"، المتوفّى فى شبابه حين جاوز ثلثين سنة، بعد سنة ۱۲۳۹ھ بقليلٍ.

۲۴. "ظفر الأمانى شرح مختصر السيّد الشريف الجرجانى فى مصطلح الحديث" للعلّامة

مولانامحمّد عبدالحیّ اللّکنوی، المولود سنة ۱۲۶۴ھ، المتوفّی سنة ۱۳۰۴ھ

۲۵. "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" للعلّامة مولانامحمّد عبدالحیّ اللّکنوی، المولود سنة ۱۲۶۴ھ، المتوفّی سنة ۱۳۰۴ھ

۲۶. "الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الکاملة" للعلّامة مولانا محمّدعبدالحیّ اللّکنوی، المولود سنة ۱۲۶۴ھ، المتوفّی سنة ۱۳۰۴ھ

۲۷. "عُمدة الأُصول فی حدیث الرّسول" وشَرحُهٗ "نبلة الأصول" للشیخ مولانامحمّد شاہ القرشی الصدّیقی الحنفی، مدرّس مدرسة فتحفوری دھلی، المتوفّی فی شھر رمضان بعدالعشرین سنة ۱۳۰۵ھ

۲۸. "خیرالأُصول فی حدیث الرّسول" لِأُستاذالعلماء مولانا خیرمحمّدجالندھری قدّس سرّہٗ، المتوفّی یوم الخمیس ۲۰ شعبان سنة ۱۳۹۰ھ

۲۹. "اِنھاء السّکن الٰی مَن یطالع اِعلاء السُنن" (قواعد فی علوم الحدیث) للعلّامة المحقّق المحدّث الفقیه مولاناظفرأحمد العثمانی التّھانوی، المولود سنة ۱۳۱۰ھ، المتوفّی سنة ۱۳۹۴ھ۔

اِن کے علاوہ بہت سے احناف حضرات نے اُصولِ حدیث کے سلسلہ میں مختصر اور مطوّل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

اور مندرجہ ذیل وقیع مقدّمات اور کتابوں میں بھی اُصولِ حدیث پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے:

۳۰. "مقدّمة عُمدة القاری" للعلّامة بدرالدّین محمود بن أحمد العینی الحنفی، المتوفّی سنة ۸۵۵ھ

۳۱. "مقدّمةٌ فی بیان بعض مصطلحات الحدیث" للشیخ عبدالحق المحدّث الدّھلوی، المتوفّی سنة ۱۰۵۲ھ

۳۲. "عُجاله نافعه" للشّاہ عبدالعزیز المحدّث الدّھلوی، المتوفّی سنة ۱۲۳۹ھ

۳۳. "بُستان المحدّثین" للشّاہ عبدالعزیز المحدّث الدّھلوی، المتوفّی سنة ۱۲۳۹ھ

۳۴. "مقدّمة حاشیة البخاری" لِمولاناأحمد علیّ السّھارنفوری، المتوفّی سنة ۱۲۹۷ھ

۳۵. "مقدّمة لامع الدراری" لِمولانامحمّدیحییٰ الکاندھلوی، المتوفّی سنة ۱۳۳۴ھ

۳۶. "مقدّمة بذل المجھود" لِمولاناخلیل أحمدالسّھارنفوری، المتوفّی سنة ۱۳۴۶ھ

۳۷. "مقدّمة فتح الملھم" لِمولانا شبیرأحمدالعثمانی، المتوفّی سنة ۱۳۶۹ھ

۳۸. "مقدّمة نصب الرّایة" للعلّامة محمّد زاھدالکوثری، المتوفّی سنة ۱۳۷۱ھ

۳۹. "مقدمه ترجمان السنّة" لِمولانابدرعالم المدنی، المتوفّٰی سنة۱۳۸۵ھ

۴۰. "عوارف المنن مقدمة معارف السّنن" لمحدّث العصرمولاناالسیّدمحمّد یوسف البنّوری، المتوفّٰی سنة۱۳۹۷ھ

۴۱. "ماتمسّ الیه الحاجة لِمَن یطالع سننَ ابن ماجه" (الامام ابن ماجه و کتابهُ السُّنَن) للعلّامة مولانامحمّدعبدالرشید النّعمانی، المتوفّٰی ۲۹ ربیع الثانی سنة ۱۴۲۰ھ۔

علامہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ الحنفی رحمہ اللہ کی اِس فن میں تصنیفات:

۴۲. "لمحات فی تاریخ السنّة وعلوم الحدیث"

۴۳. "صفحةٌ مُشرِقةٌ من تاریخ سماع الحدیث عند المحدّثین"

۴۴ اُمَراء المؤمنین فی الحدیث"

۴۵. "الاِسناد من الدّین"

۴۶. "مسئلة خلق القرآن واثرها فی صفوف الرُّواة والمحدّثین وکتب الجرح والتعدیل"

۴۷. "السنّة النّبویّة وبیان مدلولها الشرعیّ، والتعریف بحال سنن الدّارقُطنی"

۴۸. "منهج السّلف فی السّؤال عن العلم وفی تعلّم مایقع ومالم یقع"

وغیرہ رسائل۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ الحنفی رحمہ اللہ کی تحقیقات وتعلیقات:

۴۹. "التحقیق والتعلیق علی الرّفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل للّکنوی"

۵۰. "التحقیق والتعلیق علٰی قواعد فی علوم الحدیث لِمولاناظفراحمدالعثمانی"

۵۱. "التعلیقات الحافلة علی الأجوبة الفاضلة للّکنوی"

اور اِس کے علاوہ دیگر کتب ورسائل، جواحادیث کی اہم اَبحاث پر مشتمل ہیں۔

امید ہے فن اصول حدیث میں تحقیق وتدقیق کرنے والوں کے لئے کتابیں سنگ میل ثابت ہوں گی۔

وصلّی اللہ تعالٰی علٰی خیرخلقه محمّد وّعلٰی آله واصحابه اجمعین۔

---

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

افادات حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ

# تبلیغ اور تبلیغی جماعت کی اہمیت اور ضرورت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی نظر میں

# موجودہ دور میں اہلِ علم کیلئے لائحہ عمل

**تمہید:**

بصائر وعبر، ج:۱،ص:۴۹۸ تا ۵۰۴ میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ کا ایک مضمون شامل ہے، جو محرم الحرام ۱۳۸۸ھ میں بینات میں شائع ہوا، جس میں حضرت رحمہ اللہ نے تبلیغ اور تبلیغی جماعت کی اہمیت ،افادیت اور ضرورت پر بہت ہی مفید مضمون بیان کیا، یہ مضمون بلاشبہ اس قابل ہے کہ اس کو حرزِ جان بنایا جائے اور اپنی زندگی کے شب وروز کو اس کے مطابق مرتب کیا جائے، خود ٹھوکر کھا کر سنبھلنے کی بجائے کسی کے تجربوں سے فائدہ اٹھانا عقلمندی کی علامت ہے، حضرت رحمہ اللہ کے مضامین واقعۃً اسم بامسمّٰی (بصائر وعبر) ہوتے ہیں، جن میں نہ صرف اعلیٰ درجے کی فصاحت وبلاغت بلکہ ایک گہری نظر رکھنے والے زمانہ شناس مبصر کی بصیرت، ایک فقیہ کی فقاہت اور عالمِ باعمل کے علمی موتی نمایاں ہوتے تھے، آپ اہل زمانہ کی علمی وعملی میدان میں کمزوریوں کو دیکھتے تو تڑپ اُٹھتے اور ان کے سدّباب کے لئے بے چین ہوجاتے اور اس بارے میں خود حتی المقدور کوشش کرتے ہوئے اہل دانش وعقل کو متوجہ کرتے ،اور مسلسل اس بارے میں فکرمند اور بے چین رہتے تھے۔ ذیل میں حضرت مولانا رحمہ اللہ کا وہ مضمون، آیات واحادیث کی تخریج اور چند مزید گذارشات کے ساتھ پیش خدمت ہیں:........... (مفتی محمد راشد ڈسکوی، جامعہ فاروقیہ کراچی)

**پہلا دھوکا:**

''اب میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ آخرت کی ابدی زندگی کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں؟! شاید آپ کہیں کہ ابھی تو ہم طالب علم ہیں، ڈگری حاصل کرنے کے بعد منزل بھی متعین کرلیں گے، لیکن یہ دھوکا ہے، آخر آپ کے پاس کیا سند ہے کہ اتنی مدت ہم زندہ بھی رہیں گے؟ یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ اسی برس کا بوڑھا رینگتا رہتا ہے اور تنومند، مضبوط نوجوان حرکت قلب بند ہونے سے ختم ہوجاتا ہے، اس قسم کے بیسیوں عبرت آموز واقعات آپ کے سامنے ہیں۔

**دوسرا دھوکا:**

دوسرا دھوکا یہ ہے کہ ہم یہ خیال کرلیا کرتے ہیں کہ عالم فاضل یا گریجویٹ بننے کے بعد ''کام'' کریں گے، آپ طالب علمی میں بھی بہت کچھ کام کرسکتے ہیں، پروفیسر ہوں وہ بھی خوب کام کرسکتے ہیں، اگر ہم میں سے ہر شخص

اپنی اپنی جگہ دین کی طرف متوجہ ہو جائے تو دنیا میں انقلاب آجائے، اگر آپ نے طالب علمی ہی سے آخرت کی طرف توجہ کرلی تو گویا آخرت کا سامان کرلیا اور اگر مقصد صرف ڈگری اور تنخواہ ہے تو یہ وہی کافروں کی سی حیوانی زندگی ہے، جس کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿والذین کفروا یتمتعون و یأکلون کما تأکل الأنعام والنار مثویً لهم﴾ (محمد:۱۲)

ترجمہ: ''اور جو لوگ کافر ہیں وہ تو (دنیا) میں ایسے ہی نفع اٹھاتے اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے اور (آخرت میں تو) ان کا ٹھکانا جہنم ہے''۔

## انسانیت کا مقصد:

ہر انسان کو اللہ تعالی نے عقل و شعور کی دولت دی ہے اور نبوت و بعثت کی نعمت اس کی رہنمائی کے لئے عطا فرمائی ہے، کیا انسان کی قیمت یہی حیوانی زندگی ہے کہ کھائے اور نکالے، کھائے اور نکالے؟ انسان کو اعلی سے اعلی ڈگری، بڑی سے بڑی تنخواہ میسر آجائے، اچھا فرنیچر، عمدہ کار (گاڑی)، بہترین بنگلہ اور آسائش کا ہر سامان مل جائے لیکن اگر مقصد پیٹ کو بھر لینا اور سوتے رہنا اور جو کھایا اس کو نکال دینا ہی ہو تو انسان گویا بنانے کی اچھی خاصی مشین بن گیا کہ ڈالو اور نکالو، ڈالو اور نکالو، اگر یہ مقصدِ زندگی ہو تو ذرا سوچ لیجئے، آپ نے انسان کو کہاں سے کہاں پہنچایا، اسی کے متعلق فرمایا:

﴿أولئك کالأنعام بل هم أضل﴾ (الأنعام:۱۷۹)

ترجمہ: ''یہ تو جانوروں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے''۔

اس لئے ان کے پاس تو عقل نہیں کہ وہ سوچیں وہ تو صرف اتنا شعور رکھتے ہیں کہ بھوک لگی تو چارہ کھا لیا اور پیاس لگی تو پانی پی لیا، مگر یہ انسان نما جانور تو عقل کے باوجود ڈوب گئے۔

## طالب علمی میں آپ کیا کر سکتے ہیں؟

آپ طالب علمی اور جوانی میں وہ خدمت کر سکتے ہیں جو بڑھاپے میں نہیں کر سکتے، اسلام ایک دعوت اور پیغام ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

''ألا فلیبلغ الشاهد الغائب''۔

(صحیح البخاري: کتاب الحج، باب الخطبة أیام المنیٰ، رقم الحدیث: ۱۶۵۲، ۲/۲۱۹، المکتبة دار ابن کثیر)

ترجمہ: ''یعنی ہر موجود شخص دین کا پیغام غیر موجود لوگوں کو پہنچائے''۔

تو آپ لوگوں کے ذمے بھی ایک فرض عائد ہوتا ہے، اسلام کو پہچانے کا، آج اسلام کو خطرناک سیلابوں کا سامنا ہے، جس کا بڑا سبب مغرب کی طاغوتی طاقتیں ہیں، دراصل اہل مغرب نے ''صلیبی جنگوں'' سے یہ اندازہ اچھی

طرح کرلیا تھا، کہ ہم مسلمانوں کو قوت شمشیر اور زورِ بازو سے شکست نہیں دے سکتے، اس لئے انہوں نے اسلام کے خلاف ذہنی جنگ شروع کی، تاکہ مسلمانوں کو اسلام کی نعمت سے محروم کردیا جائے، ان کی یہ کوششیں جو کئی صدی پہلے شروع کی گئی تھیں، آج اپنے شباب پر ہیں، آج ان کے پاس طاقت ہے، وسائل ہیں، بے پناہ ذرائع ہیں، آج ان کا نقشہ ٹھیک وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کا بیان فرمایا تھا:

﴿ربنا إنك اٰتيت فرعون و ملأه زينة و أموالاً في الحياة الدنيا، ربنا ليضلوا عن سبيلك، ربنا اطمس على أموالهم﴾ (یونس:۸۸)

ترجمہ: ''اے پروردگار! آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی، بے حد مال و دولت اور زینت و آرائش دی ہے، اے پروردگار! اس کے نتیجے میں وہ (بجائے تیرے شکر کے) تیرے بندوں کو گمراہ کررہے ہیں، اے پروردگار! ان کے مالوں کو ملیامیٹ کردے''۔

وہ خود یہ جانتے ہیں کہ وہ جس زندگی میں مبتلا ہیں وہ بدترین اور تباہ کن زندگی ہے، دنیا ہی میں جہنم کی زندگی میں مبتلا ہیں۔

نئی تہذیب کے دلدادے:

مجھے کراچی کے ایک دوست نے جو انگلینڈ سے آئے تھے، بتلایا کہ وہاں ایک شخص بہت بڑا مالدار تھا، اس نے اپنے والدین کو ملازم رکھ چھوڑا تھا، وہ فخر سے کہا کرتا تھا کہ جب میں دوسروں کو ملازم رکھتا ہوں تو اپنے ماں باپ کو کیوں ملازم نہ رکھوں۔ یہ ہے نئی تہذیب و تمدن، انسانیت ختم، عاطفت ختم، جانوروں میں جو شفقت پائی جاتی ہے، وہ بھی انسانوں میں مفقود ہے، وہ خود جن فواحش، منکرات اور عریانیوں میں غرق ہیں، چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو بھی غرق کردیں، افسوس ہے کہ ہم اسی بدترین زندگی کو اپنا کر، ان کے نقش قدم پر جارہے ہیں۔

اسلام کے دشمنوں کے عزائم:

بہرحال اسلام کے دشمن رات دن اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح اسلام کی برکات سے ہمیں محروم کردیں تو جب تک ہمارے نوجوان، طالب علم، پروفیسر، تاجر، کسان غرضیکہ ہم سب مل کر اپنے دین کو بچانے کی فکر نہیں کریں گے، اس وقت تک بے دینی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا ممکن نہیں ہوگا، اس سیلاب کو روکنا کسی مخصوص طبقے کے بس کا کام نہیں، البتہ اتنا ہوجائے گا کہ یہ لوگ اپنے دین کو بچالیں، لیکن جس عالمگیر پیمانے پر بے دینی کا سیلاب آیا ہے، جب تک اُسی پیمانے پر اسے روکنے کے لئے محنت نہیں کی جائے گی، اُس وقت تک یہ نہیں رکے گا۔

ہمارا دینی فریضہ:

میری زندگی کا موضوع مسائل حیات پر غور کرنا ہے، میں بہت تڑپ رہا ہوں، ایک چھوٹی سی درسگاہ میرے

پاس ہے، دو چار سو طالب علم پاس بیٹھے رہتے ہیں لگا رہتا ہوں، لیکن جب میں سوچتا ہوں کہ میرا کام اس سے پورا ہو گیا؟ تو دل جواب دیتا ہے، قطعاً نہیں۔ میں اپنے کو دھوکا دوں گا، اگر میں یہ سمجھ لوں کہ میں نے بخاری شریف کا درس دے لیا اور میرا کام پورا ہو گیا، دین کا تقاضا ہے کہ اگر آگ لگی ہو تو اسے بجھانے کے لئے مجھے جانا چاہیئے، اللہ تعالیٰ شاید مجھے نہیں چھوڑیں کہ کہ دنیا میں فسق و فجور کی آگ لگی تھی، ایک جہان اس میں جل رہا تھا اور میں بخاری شریف پڑھا رہا تھا۔

## ہماری منزل کیا ہے؟

میرے دوستو! میں اور آپ ایک کشتی کے مسافر ہیں، ہماری منزل آخرت ہے، اگر اس کشتی میں کوئی سوراخ کر دے تو ہم سب غرق ہوں گے، اس لئے اس کے ہاتھوں کو پکڑنا اور اس کی صحیح راہنمائی کرنا ہم سب کا فرض ہے، اس لئے میں آپ حضرات سے اس مختصر وقت میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے دنیا کو مقصد نہ بناؤ، اپنے منصب کو پہچانو، اپنے وقت کی قدر کرو اور حق تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کی تیاری کرو اور اسلام کا پیغام دنیا کو پہنچاؤ، اس کے لئے کسی خاص فراغت اور فرصت کی ضرورت نہیں، تم ہر جگہ رہ کر ہر حال میں اسلام کی خدمت کر سکتے ہو، اگر آپ نے ایسا کر لیا تو واللہ! دنیا کی کامرانی بھی آپ کے ہاتھ ہو گی اور اگر بالفرض کامیابی نہ بھی ہوئی تو آپ کا کام تو بہر حال پورا ہو ہی گیا۔

## عالمگیر فتنوں کے مقابلے کے لئے تبلیغی جماعت کا وجود:

اب میں ایک ضروری مضمون عرض کر کے (بات) ختم کرتا ہوں، ایک دفعہ مکی مسجد (تبلیغی مرکز، کراچی) جانا ہوا، میں کبھی کبھی وہاں چلا جاتا ہوں، وہاں تبلیغی حضرات نے مجھے پکڑ لیا اور کچھ بیان کرنے کی دعوت دی، میں نے سوچا کیا بیان کروں، بولنا مجھے آتا نہیں، خیر میں ان حضرات کے اصرار پر بیٹھ گیا، "الحمد لله رب العالمین" کی آیت پڑھی، بس پھر کیا تھا، قرآن کی برکت سے سینہ کھل گیا، عجیب وغریب مضامین ذہن میں آئے، کوئی ڈیڑھ، دو گھنٹہ بیان ہوا، تفصیل تو مجھے اب یاد نہیں آرہی، کچھ مضمون یاد ہے، وہی اس موقع پر عرض کرنا چاہتا ہوں، میں نے کہا اللہ جل ذکرہ، عالمین کا رب ہے، اس کی ربوبیت کے کرشمے ظاہر ہیں، لیکن اتنے عجیب وغریب کہ عقل حیران ہے، جسمانی ربوبیت کی تفصیل کو چھوڑتا ہوں، صرف روحانی ربوبیت کو دیکھئے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے، علماءِ امت کی مساعی، اوّل تو ناکافی ہیں، پھر جتنی کچھ ہیں وہ بھی کامیاب نہیں اور نئی نسل کی تباہی اور گمراہی کے لئے بیسیوں فتنے موجود ہیں، تھیٹر، سینما وغیرہ وغیرہ اخلاق کی قربان گاہ تھے ہی، اب تو بے دینی کے انتہائی غلبہ اور تسلط کی وجہ سے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا بھی جو حال ہے وہ آپ کو معلوم ہے، اخبارات میں روزانہ اس کی خبریں آپ پڑھتے ہیں، اس کے علاوہ وہ ممالک جو فحاشی اور بے حیائی کے مرکز ہیں، امریکہ، برطانیہ وغیرہ ان ممالک سے مواصلات اور رسل ورسائل کی آسانی کی وجہ سے فتنوں کا ایک تانتا بندھا ہوا ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کا مظہر، تبلیغی جماعت:

الغرض! ان حضرات کی برکت سے پوری بات ذہن میں آگئی، میں ان تبلیغی حضرات کے اخلاص کا بڑا معتقد ہوں، اب بھی بعض مخلصین کی وجہ سے بول رہا ہوں، ورنہ مجھے بیان کرنا نہیں آتا، تو دل میں یہ بات آئی کہ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کا کرشمہ یوں ظاہر ہوا ہے کہ ان عالمگیر فتنوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کا یہ نظام جاری فرما دیا، یہ وہ نظام ہے جو عالمگیریت چاہتا ہے۔ اس میں عالم بھی کھپ جاتا ہے، اور ان پڑھ بھی، امیر بھی اور غریب بھی، تاجر بھی اور صناع بھی، کالا بھی گورا بھی، مشرقی بھی اور مغربی بھی، اگر اس زمانے میں یہ تبلیغی نظام جاری نہ ہوتا تو گویا اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کا کمال ظاہر نہ ہوتا۔

## کیا ہمارے دینی مراکز کافی ہیں؟

ورنہ ہمارے مدارس، تعلیمی ادارے، اسکول اور کالج جتنے آدمی تیار کرتے ہیں وہ تو اس عالمگیر سیلاب کے لئے کافی نہیں تھے، یہ تبلیغ والے ایک گشت کرتے ہیں، سیلاب کے طریقے سے آتے ہیں اور دو، چار، پانچ، دس آدمیوں کی ہدایت کا سامان بن جاتے ہیں، کہیں کسی کو امریکہ سے پکڑ لاتے ہیں، کہیں لندن سے، مصر کے صدر ناصر نے پانچ ہزار مبلغ (تبلیغ کرنے والے افراد) بھیجے اور سالانہ کروڑوں روپیہ ان پر صَرف ہوتا ہے لیکن ان سے پوچھیے کہ کتنے لوگوں کو صحیح مسلمان بنایا؟ ادھر تبلیغی نظام کی برکات آپ کے سامنے ہیں کہ ہزاروں، لاکھوں بندگانِ خدا کی ہدایت کے لئے یہ نظام ذریعہ بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کا جو نظام جاری فرمایا ہے، یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی روحانی ربوبیت کا ایک کرشمہ ہے، جو اللہ پاک نے اس امت کے اندر ظاہر فرمایا ہے، تاکہ اللہ کی حجت پوری ہو جائے اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ میرے پاس فرصت نہ تھی، اللہ نے یہ نظام ہی ایسا جاری فرمایا ہے کہ مشغول سے مشغول آدمی بھی اس میں کھپ سکتا ہے، اس نظام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ سبق دیا کہ تمہارے ذمے اس پیغام کا پہنچا دینا ہے، اگر کسی کو "لا إلــه إلا الله محمد رسول الله" یاد ہے وہ یہی دوسرے بھائی کو سکھا دے، کسی کو "سبحانك اللهم" یاد ہے وہ سکھا دے، کیونکہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کو یہ بھی یاد نہیں۔

## روح کی غذا، تبلیغی جماعت:

تو اللہ رب العالمین کی ربوبیت کا جیسا مادی نظام ہے، ایسا ہی تبلیغی جماعت کا وجود میرے نزدیک روح کی غذا اور آخرت کی تیاری کے لئے اللہ تعالیٰ کا روحانی نظامِ ربوبیت ہے۔ یہ ایک "مختصر متن" ہے، جس کی شرح پر کتابیں لکھی جا سکتی ہیں، اس لئے میں آپ حضرات سے یہی عرض کروں گا کہ آپ اس جماعت سے تعلق رکھیں، خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے، آپ دنیا کے اندر انقلاب پیدا کر دیں گے، فرض شناسی اور دین پر چلنے کی ہمت آپ میں پیدا ہوگی اور اس کی

وہ لذت ،فرحت اور مسرت آپ کو حاصل ہوگی کہ: ؎ لذت ایں بادہ بخدا نشناسی تا نہ چشی

## بوریا نشین فقیروں کا خزانہ:

اور سچ پوچھیے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں وہ لذت ، وہ سرور اور وہ اطمینان قلب رکھا ہوا ہے کہ بے چارے بادشاہوں کو اس کی ہوا بھی نہیں ، کہاں بوریا نشین فقیروں کے پاس سکونِ قلب کی کتنی بڑی دولت ہے، ان کا حال تو وہی ہے جو قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿وإن جهنم لمحيطة بالكافرين﴾ (التوبۃ:۴۹)

ترجمہ: ''اور بے شک جہنم محیط ہے کافروں کو''۔

آخرت میں تو جہنم ان کو گھیرے ہوئے ہوگی ہی، یہ دنیا بھی ان کے لئے سراپا جہنم بن کر رہ جائے گی۔

## آخرت کی جاودانی زندگی کا حصول:

تو اللہ جل ذکرہ نے تبلیغی جماعت کے ذریعے ہدایت کا سامان پیدا کر دیا ہے، اور آپ کے لئے اپنی اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کی صورت پیدا کر دی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں کہ ہم اس پر گامزن ہو جائیں، تا کہ ہماری زندگی درست ہو جائے ، ہماری ساری زندگی آخرت کے لئے بن جائے ، اور ہمیں آخرت کی جاودانی زندگی نصیب ہو جائے''۔

حضرت بنوری رحمہ اللہ کا گراں قدر مضمون مکمل ہوا ، اب اسی مضمون پر مزید دیگر اکابرین امت کے ملفوظات ذیل میں ذکر کیے جائیں گے۔

## تبلیغی جماعت کے ساتھ اہل علم طبقہ کی شمولیت کی اہمیت:

''آپ (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ) نے اپنے نزدیک اس کا فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک اہل علم اس کام کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور اس کی سرپرستی نہ کریں گے اس وقت تک اس اجنبی دعوت اور اس نازک کام اور لطیف کام کی طرف سے (جس میں بڑی دقیق رعایتیں اور نزاکتیں مطلوب ہیں ) اطمینان نہیں کیا جا سکتا، آپ کو اس کی بڑی آرزو تھی کہ ''اہل'' اشخاص اس کام کی طرف توجہ کریں اور اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو اس کام کے فروغ میں لگائیں، جس سے اسلام کے درخت کی جڑ شاداب ہوگی پھر اس سے اس کی تمام شاخیں اور پتیاں سرسبز ہو جائیں گی''۔

## اہل علم کے لئے طرزِ محنت:

اس سلسلہ میں آپ علماء سے صرف وعظ وتقریر ہی کے ذریعے اعانت نہیں چاہتے تھے بلکہ آپ کی خواہش اور آپ کا مطالبہ علماء عصر سے سلفِ اوّل کے طرز پر اشاعت دین کے لئے عملی جدوجہد اور در بدر پھرنے کا تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب [نور اللہ مرقدہ] کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

''عرصہ سے میرا اپنا خیال ہے کہ جب تک علمی طبقہ کے حضرات اشاعتِ دین کے لئے خود جا کر عوام کے دروازوں کو نہ کھٹکھٹائیں اور عوام کی طرح یہ بھی گاؤں گاؤں اور شہر شہر اس کام کے لئے گشت نہ کریں اس وقت تک یہ کام درجۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ عوام پر جو اثر اہلِ علم کے عمل وحرکت سے ہوگا وہ ان کی دھواں دھار تقریروں سے نہیں ہو سکتا، اَسلاف کی زندگی سے بھی یہی نمایاں ہے جو کہ آپ حضرات اہلِ علم پر بخوبی روشن ہے۔''

## طلباءِ کرام کے تبلیغ میں اشتغال کی حیثیت:

درس وتدریس سے تعلق رکھنے والے بعض بزرگوں کو شبہ تھا کہ تبلیغ واصلاح کی اس کوشش میں مدرسین اور طلباءِ مدارس کا اشتغال، ان کے علمی مشاغل اور علمی ترقی میں حارج ہوگا، لیکن آپ جس طرح اور جس منہاج پر علماءِ مدارس اور طلباء سے یہ کام لینا چاہتے تھے وہ درحقیقت علماء اور طلبہ کے علوم کی ترقی اور پختگی کا ایک مستقل انتظام تھا، ایک گرامی نامہ میں لکھتے ہیں:

''علم کے فروغ اور ترقی کے بقدر اور علم ہی کے فروغ اور ترقی کے ماتحت دینِ پاک فروغ اور ترقی پا سکتا ہے، میری تحریک سے علم کو ذرا بھی ٹھیس پہنچے یہ میرے لئے خسرانِ عظیم ہے میرا مطلب تبلیغ سے، علم کی طرف ترقی کرنے والوں کو ذرا بھی روکنا یا نقصان پہچانا نہیں ہے، بلکہ اس سے بہت زیادہ ترقیات کی ضرورت ہے اور موجودہ مسلمان جہاں تک ترقی کر رہے ہیں یہ بہت ناکافی ہے''

## طلباء کے لئے زمانہ طالبعلمی میں محنت کرنے کا طریقہ:

مولانا چاہتے تھے کہ اس تبلیغی کام ہی کے ضمن میں طلبہ اپنے اساتذہ ہی کی نگرانی میں اپنے علوم کے حق ادا کرنے کے لئے نافع ہوں، ایک گرامی نامے میں لکھتے ہیں:

''کاش کہ تعلیم ہی کے زمانہ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اساتذہ کی نگرانی میں مشق ہو جایا کرے تو علوم ہمارے نفع مند ہوں ورنہ افسوس کہ بے کار ہو رہے ہیں، ظلمت اور جہل کا کام دے رہے ہیں، إنــا لــلــه وإنــا إليــه راجــعــون''۔ بہرحال اپنی اس دعوت کو اعلیٰ علمی ودینی حلقوں میں پہچانے کے لئے آپ نے جماعتوں کا رُخ دینی مرکزوں کی طرف کیا۔(مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۱۰۹، مکتبہ دینیات)

## علم میں طرقی کا طریقہ:

علم کی طرف ترقی کے لئے مولانا کے نزدیک دوسری شرط یہ تھی:

''یاد رکھو! کوئی عالم علم میں ترقی نہیں کر سکتا جب تک وہ جو کچھ سیکھ چکا ہے دوسروں تک نہ پہنچائے جو اس سے کم علم رکھتے ہیں، اور خصوصاً اُن تک جو کفر کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں، میرا یہ کہنا حضور ﷺ کی اس

حدیث سے ماخوذ ہے "مَن لا یَرحم لا یُرحم" بردیگراں پاش کہ حق برتو پاشد، کفر کی حد تک پہنچے ہوؤں تک علم پہنچانا اصل علم کی تکمیل ہے اور ہمارا فریضہ ہے اور جاہل مسلمانوں تک علم پہنچانا مرض کا علاج ہے۔" (مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۲۷۴، مکتبہ دینیات)

## صحابہ کرام کا حصول علم کے لئے طریق کار

"فرمایا: مدینہ منورہ میں علوم دینیہ کا کوئی مدرسہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو بھی وہ (مدینہ والے) اس کے باقاعدہ طالب علم نہیں بن سکتے تھے اور دین کی ضرورت، مسائل واحکام اور مسائل کے علم سے بے بہرہ نہیں تھے یہ علم ان کے پاس کہاں سے آیا؟ محض رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں شرکت وحضوری پر زیادہ جاننے والوں کے پاس بیٹھنے اور اہل دین کی صحبت واختلاط اور ان کی حرکات وسکنات کو بغور دیکھنے، سفروں اور جہاد میں رفاقت اور بروقت اور برموقعہ احکام معلوم کرنے اور دینی ماحول میں رہنے سے، اس میں شبہ نہیں کہ اس درجہ اور معیار کی بات آج حاصل نہیں ہوسکتی، لیکن اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی کچھ نہ کچھ صورت انہی راستوں سے آج بھی پیدا کی جاسکتی ہے"۔ (مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۱۰۶، مکتبہ دینیات)

## جملہ اہل علم کی ذمہ داری

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"عموماً اہل علم کی ساری جماعتوں سے یہ بھی عرض ہے کہ ان متعین اوقات کے علاوہ دوسرے عام اوقات میں اپنی اپنی جگہ خاص وعام میں تبلیغ سے غافل نہ رہیں"۔ (تجدید تعلیم وتبلیغ، ص:۱۹۳)

## موجودہ دور کے خوفناک حالات اور ان سے خلاصی کی راہ

آخر میں حضرت بنوری رحمہ اللہ ہی کے ایک انتہائی اہم مضمون کے ایک پیراگراف پر اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں، فرمایا:

"عذاب بصورت نفاق کی تعبیر صوبائی عصبیت، گروہی مفادات کا وہ طوفان ہے جو ملک کے درودیوار سے ٹکرا رہا ہے، جس میں علماء، صلحاء اور عوام وحکام سب بہے جارہے ہیں، اور جسے برپا کرنے میں اوپر سے نیچے تک تمام عناصر اپنی پوری قوتیں صرف کررہے ہیں، پورا ملک آتش فشاں کی مُہیب لہروں کی لپیٹ میں ہے، جس پر توبہ، استغفار، تضرع و ابتہال اور دعوت الی اللہ کے ذریعے آج تو قابو پایا جاسکتا ہے، مگر کچھ دن بعد یہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہوگی اور پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کیا حالات ہوں گے، کون رہے گا، اور کس کی حکومت ہوگی، اور انسان محکوموں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا، اللہ تعالی ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں اور پوری اُمت کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ صفوۃ البریۃ سیدنا محمد وعلی الہ وأصحابہ وأتباعہ أجمعین۔" (ماخوذ از بصائر وعبر، حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ کا سبق آموز پیغام، ص:۱۵)

مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی

# اہانت آمیز فلم پر ہمارا غیر دعوتی ردعمل

## (ہمارا طرز عمل اسلام دشمنوں کے ناپاک عزائم کو فائدہ پہنچا رہا ہے)

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا: معروف شاعر اختر شیرانی کو دینی احکام سے دور اور کیمونزم کے قریب سمجھا جاتا تھا، جب ان سے کسی نے مدہوشی کی حالت میں پوچھا کہ محمد ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے بے قابو ہوکر بوتل اس سوال کرنے والے کے سر دے ماری اور کہنے لگے:۔تمہاری یہ کیسے ہمت ہوئی کہ میں اپنی اس گندی زبان سے پیارے نبی ﷺ کا مبارک نام لوں۔

ان کا یہ ردعمل فطری تھا حبّ نبوی مؤمن کے ایمان کا جزء ہے، جب تک اپنے والدین، اولاد اور خود اپنی جان سے زیادہ عزیز اپنے نبی ﷺ کی جان نہ ہو تو ایمان مکمل نہیں ہوسکتا، اس کا مظاہرہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے، ادنی سے ادنی امتی بھی اپنے والدین کے لیے بدکلامی سننا گوارہ کرسکتا ہے لیکن اپنے حبیب ﷺ کے لیے اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا جب بھی کسی گناہ گار سے گناہ گار مسلمان کے سامنے آیا تو اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ جان بچا کر واپس نہیں جاسکا، اپنے رحمت عالم ﷺ کی دین کے لیے تڑپ اور انسانیت کی فکر اور اسلام کے لیے آپ کی قربانیوں کے سامنے پوری امت مسلمہ اپنی جانیں نچھاور کردے تب بھی آپ کا حق ادا نہیں ہوسکتا، لیکن اگر کسی نے یورپ میں رحمت عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور اس کے بدلہ میں جذبہ ایمان سے سرشار ہونے کا دعوی کرکے افریقہ میں رہنے والے کسی غیر متعلق شخص کو چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو مار دیا جائے یا کسی ظالم یا مجرم کی سزا اس کی اولاد کو دی جائے تو کیا اس کو بھی ہم عین فطری اور ایمانی ردعمل کا نام دینگے؟ پوری دنیا کے مسلمان بیک زبان اس کی گواہی دینگے کہ یہ زیادتی ہے، خود اللہ کے رسول ﷺ کی پرامن تعلیمات کے بھی عین خلاف ہے اور جس مالک وخالق کی خوشنودی کے لیے ہم نے یہ عمل کیا ہے وہ بھی اس سے خوش ہونے والا نہیں ہے، رحمۃ للعالمین کی شان میں گستاخی کی کوشش کا معاملہ کوئی نیا نہیں ہے، خود آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں دسیوں مرتبہ ایسے واقعات پیش آچکے ہیں اور تب سے آج تک یہ سلسلہ برابر جاری ہے، ہمارے لیے اس طرح کے معاملات میں خود آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ اس طرح کے مواقع پر ہمارا طرز عمل اور ردعمل کیا ہونا چاہیے۔

معصوم مسلمان (innocent muslim) کے نام سے ایک امریکی سام باسل نے اہانت رسول پر فلم بنائی اور اس کے ردعمل میں مسلم ممالک میں ۳۰ لوگ مارے گئے، ان کی اکثریت مسلمانوں کی تھی، سام باسل کو کوئی گزند بھی نہیں پہنچی بلکہ امریکی حکومت نے اس توہین آمیز فلم کو جرم مان کر نہیں بلکہ اس کے پچھلے کسی کیس کا بہانہ بنا کر اس کو جیل میں بند کر کے اس کو جانی و بدنی تحفظ بھی فراہم کر دیا اور ہم اپنے بھولے پن سے یہ سمجھے کہ اس مجرم کو امریکہ نے جیل میں ڈال کر ہمارا مطالبہ پورا کر دیا، اس کی وہ گھٹیا فلم جس کو شاید چند ہزار لوگ بھی نہیں دیکھتے ہمارے اس جذباتی احتجاج نے کروڑوں لوگوں کو دیکھنے پر مجبور کیا، جس کی شہرت خود اس کی ریاست میں نہیں تھی اب اس کو ہم نے عالمگیر بنا دیا، ۵ ملین سے بننے والی اور خسارہ میں چلنے والی فلم کا دس گناہ مالی فائدہ اس کو صرف چند ماہ میں ہمارے غیر دعوتی ردعمل کی وجہ سے ملا، ماضی اور حال میں ہمارے اس طرح کے احتجاج سے نہ اس طرح کی فلموں وخاکوں کا سلسلہ رکا اور نہ ان مجرمین کو کوئی گزند پہونچی، ہمیں یاد ہے کہ سلمان رشدی کی کتاب اور ڈنمارک میں بننے والی اس طرح کی فلم کے خلاف بھی مسلمانوں کا جو ردعمل سامنے آیا اس میں صرف ہندو پاک میں درجنوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا، سلمان رشدی پر آنچ تک نہیں آئی بلکہ اس کو اس کے بعد برطانیہ نے اپنے وزیر اعظم کو دیا جانے والے مفت تحفظ فراہم کیا، ان سب موقعوں پر احتجاج مسلمانوں نے کیا، احتجاجیوں کو مارنے والے پولیس اور فوج کے لوگ بھی مسلمان تھے اور مرنے والے بھی مسلمان تھے، مجرم پر نہ کوئی آنچ آئی اور نہ اس کو کوئی سزا ملی۔

**بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے:** مؤمن کو اللہ نے صرف بصارت اور ذہانت نہیں دی ہے بلکہ بصیرت اور فراست بھی دی ہے، وہ ہمیشہ کسی بھی حادثہ کو ظاہری طور پر نہیں لیتا ہے بلکہ اس کے پس پردہ محرکات واسباب کو جان کر اس کے برے انجام سے بچنے کی تدبیر کرتا ہے، چاہے وقتی طور پر اس کو نقصان ہو اور دنیا اس کو ناسمجھ وکم عقل کہے، وقفہ وقفہ سے عالمی سطح پر سامنے آنے والی توہین آمیز یہ فلمیں، کارٹون، خاکے اور مضامین کی اشاعت دراصل ایک منصوبہ بند پلان کا حصہ ہے جس کا بنیادی مقصد امت مسلمہ کو ان کے دعوتی مقاصد سے ہٹا کر جذباتی مسائل میں الجھائے رکھنا ہے، اگر ہم اپنی مؤمنانہ بصیرت کے ساتھ ان واقعات کا سامنا کریں اور اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں تو دشمن کو اپنے ناپاک مقاصد حاصل کرنے میں کبھی کامیابی نہیں مل سکتی، کچھ اسی طرح کی غلطی ہم سے دہشت گردی کے نام پر گرفتار ہونے والے اپنے مسلم نوجوانوں کے سلسلہ میں ہو رہی ہے، ہماری تمام مسلم تنظیموں کا زور صرف ان کو رہا کروانے، ضمانت دلوانے اور سالوں جیل میں رہ کر باعزت بری ہونے پر ان کو اس کا معاوضہ دلانے پر صرف ہو رہا ہے جبکہ بصیرت اور فراست کا تقاضہ یہ ہے کہ جن متعصب افسران کی ذہنیت سے یہ کام ہوا تھا ان کے خلاف ثبوت جمع کر کے مقدمات قائم کرنے اور ان کو سزا دلوانے پر ہم توجہ دیں، اس کے لیے چاہے لمبی قانونی لڑائی لڑنی پڑے، ہم پیچھے نہیں ہٹیں تاکہ آئندہ کوئی اس طرح کی ہمت نہ کر سکے اور یہ سلسلہ رک جائے، گجرات میں بعض مسلم قائدین کی بصیرت کی وجہ سے یہ سلسلہ

کامیاب رہا، وہاں کے بعض وزراء اور اعلیٰ افسران کے خلاف جب اس طرح کی قانونی کاروائی کی گئی اور ان کو گرفتار کروایا گیا تو کم از کم ریاستی پولیس اور افسران کی طرف سے یہ سلسلہ وہاں رک گیا، یہی تجربہ اب ہم کو رہا ہونے والے مسلم نوجوانوں کے حوالہ سے دوسری ریاستوں میں کرنا چاہیئے۔

امریکہ میں ۱۱/ستمبر کے حادثہ کے بعد عالمی سطح پر مسلمانوں میں تعلیمی، اقتصادی اور دینی میدانوں میں جو بیداری پیدا ہوئی اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی، جتنے لوگ اس واقعہ کے بعد پچھلے ۱۲ سالوں میں یورپ اور امریکہ سے اسلام میں داخل ہوئے اس سے پہلے پچاس سال میں نہیں ہوئے، جتنے قرآن مجید اس واقعہ کے فوراً بعد چھ ماہ میں فروخت ہوئے وہ پچھلے پندرہ سالوں میں نہیں ہوئے ہندوستان میں بابری مسجد کی شہادت کے بعد صرف دس سال میں جتنی نئی مسجدیں بنیں ملک کی آزادی کے بعد ۴۵ سالوں میں نہیں بنیں، مسلسل فسادات کے بعد اسلامی بنیادوں پر جتنے تعلیمی عصری مسلم ادارے برصغیر میں ادھر پندرہ سالوں میں قائم ہوئے اور مشنری تعلیمی اداروں کا متبادل پیش کرنے کی کامیاب کوششیں ہوئیں وہ حیرت انگیز تھیں، اسلام دشمن طاقتوں سے مسلمانوں میں آنے والی یہ تیز رفتار دینی و تعلیمی بیداری دیکھی نہیں جاسکتی تھیں، چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے علماء و مدارس اسلامیہ کو نشانہ بنایا، جہاں سے امت مسلمہ کی سوکھی کھیتی کی سیرابی ہوتی تھی اور اس کے خشک سوتوں کو پانی دیا جاتا تھا، اس پس منظر میں تنگ نظری، شدت پسندی، دہشت گردی اور عسکریت پسندی کے مفروضہ واقعات اور کہانیوں کو بنیاد بنا کر عامۃ المسلمین کو علماء اور مدارس اسلامیہ سے بدظن کرنے کی کوشش کی گئی اور ان فرضی واقعات کا مسلسل پروپیگنڈہ کیا گیا، اس سلسلہ میں برصغیر میں حکومت کی طرف سے مدارس کے ذمہ داران کو ہراساں کرنے اور نوجوان علماء کی گرفتاری ان کی ہمتوں کو پست کرنے ہی کی کڑی تھی، اس کے بعد جب ان کو اندازہ ہوگیا کہ دین سے وابستہ علماء اور عوام و خواص میں تفریق و بدظنی کی ان کی کوششوں کو کامیابی ملنا اتنا آسان نہیں ہے تو نئی تعلیم یافتہ مسلم نسل کو جن میں اعلیٰ تعلیم کے ساتھ دین سے وابستگی میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا تھا اور عالمی سطح پر دعوتی میدان میں یہ تعلیم یافتہ مسلم نوجوان اہم رول ادا کرتے جارہے تھے ان کی ہمتوں کو توڑنے اور پست کرنے کی نیت سے ان کی دھڑ پکڑ کا سلسلہ شروع ہوا تاکہ ان کو ہراساں کرکے ان کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا جائے کہ اب گوشۂ عافیت میں رہنے اور معاشرتی مسائل سے کنارہ کشی ہی میں ان کے لیے سلامتی ہے، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ جتنے لوگ ادھر ایک دو سال کے دوران ہمارے ملک میں دہشت گردی کے مفروضہ الزامات کے تحت گرفتار ہوئے ان میں سے دو تہائی نوجوان دیندار، تعلیم یافتہ ڈاکٹروں و انجینئروں کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے، اس کا فوری ایک اثر یہ ہوا کہ ملک میں موجود بڑی حساس سلامتی ایجنسیاں مثلاً Raw اور B.ا وغیرہ دفاعی اور صنعتی ادارے اور I.T کمپنیاں تعلیم یافتہ مسلم نوجوانوں کو اپنے یہاں ملازمت دینے میں چونکنے لگیں اور پہلے سے زیادہ محتاط ہوگئیں۔

**سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ:** توہین رسالت کے اس طرح کے واقعات کا سلسلہ بھی دراصل

اسی سلسلہ کی ایک عالمی کڑی ہے تاکہ اصل دعوتی مقصد سے مسلمانوں کی توجہ ہٹ جائے، جذباتی مسائل میں وہ الجھ کر رہ جائیں اور عوامی سطح کے احتجاجات اور ہنگاموں میں پھنس کر اپنے دعوتی منصوبوں کے لیے وقت دینے سے وہ عاجز رہ جائیں، جب اس بات کا یقین ہوگیا کہ عالمی سطح پر اب کسی بھی ملک میں تبدیلی مذہب پر پابندی عائد نہیں کی جاسکتی تو اسلام کی طرف بڑھتے قدموں اور اس کی وسیع ہوتے دائرہ نے اسلام کے بدخواہوں کی نیندیں حرام کردیں اسلام کی یہی مقبولیت ان کی تشویش کی وجہ بنی، جب ان کو اس بات کا احساس ہوگیا کہ اسلام کی حقانیت اور اس کی تاثیر کو وہ ختم نہیں کرسکتے تو اب ان کی کوششیں اور توجہ اس پر مرکوز ہوگئیں کہ اسلام کی شبیہ کو مسخ کردیں تاکہ تیزی سے مشرق و مغرب میں اس کی طرف بڑھتے قدموں کو روکا جاسکے، وہ اپنی ذہانت سے مسلمانوں کو اشتعال دلا کر اور جذبات میں لا کر یہ کام خود کرنے کے بجائے خود ہم مسلمانوں سے لینا چاہتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ گستاخی رسالت کے واقعات کو ہم نظر انداز کردیں اور اس پر توجہ نہ دیں اور بصیرت وفراست کا بہانہ بنا کر اس پر ہمارا کوئی فطری ردعمل بھی سامنے نہ آئے، اپنی جان سے عزیز اپنے نبی کی توہین پر ہمارا تڑپ اٹھنا فطری بات ہے، اپنے حبیب کی گستاخی کو برداشت نہ کرنا ہمارے ایمان کا جزء ہے، اس طرح کے توہین رسالت کے واقعات پر اگر ہمارا عوامی واجتماعی ردعمل سامنے نہ آئے تو امت مسلمہ میں ایمانی رمق کے باقی رہنے کا کیسے پتہ چلے گا، لیکن اسی کے ساتھ ان ایمانی جذبات کے اظہار کے موقع پر ہمیں اس بات کا خیال بھی رہنا چاہئے کہ ہمارا یہ ردعمل خود ہمارے نبی کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو، ہماری کسی حرکت سے اسلام کی شبیہ نہ بگڑے اور ہمارا یہ جذباتی ردعمل اسلامی تعلیمات کے متعلق انسانی دنیا کو غلط پیغام نہ دے، ہم جب ٹھنڈے دل سے وقفہ وقفہ سے ہونے والے ان توہین رسالت کے واقعات پر ہمارے ردعمل کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ ہمارے اس غیر دعوتی ردعمل سے اس طرح کے منفی واقعات میں اضافہ ہی ہوا، کمی نہیں ہوئی، نہ مجرموں کو سزا ملی اور نہ ان کی پشت پناہی کرنے والی حکومتوں کو ان جیسوں کی سرپرستی سے ہم باز رکھ سکے، ہم نے لاکھوں کا مجمع اکٹھا کرکے احتجاجی مظاہرہ کیا، سڑکوں پر نکل آئے لیکن نقصان اپنا ہی کیا، لوگ اپنے ہی شہید ہوئے اور بدنام بھی ہم ہی ہوئے، ہمیں اس طرح کی حرکت کرنے والے مجرمین کے ساتھ ان کی پشت پناہی کرنے والی مغربی سلطنتوں کو بھی سبق سکھانے کی حکمت کے ساتھ منصوبہ بندی کرنی چاہیے جن کی شہ پر اور حوصلہ افزائی سے وہ اس طرح کی جرأت کرتے ہیں، ہم اپنی عرب حکومتوں میں کسی دو تین حکومتوں پر دباؤ ڈال کر ان کو سفارتی تعلقات منقطع کرنے کی صرف دھمکی بھی دیتے تو یوروپ اور امریکہ کی حکومتیں گھبرا جاتیں، اس لیے کہ امریکہ واسرائیل اور ان کی حلیف سلطنتوں کی معیشت کا انحصار ہمارے پیٹرول اور ان کے بینکوں میں جمع ہونے والے ہمارے سرمایوں ہی پر ہے، ہم خود اپنے ہی ملکوں میں ان کی مصنوعات کا چند ماہ بھی بائیکاٹ کرتے تو ان کے کارخانوں کا دیوالیہ ہوجاتا، ہمارے ایک چوتھائی مسلمان بھی صرف ایک سال کے لیے ان کے ممالک میں سیر وتفریح کے لیے نہ جا کر ان کی سیاحتی صنعت کو نقصان پہنچاتے تو وہ خواہی نہ خواہی

ہمارے مطالبات پر غور کرنے پر مجبور ہو جاتے، امریکی گوگل کی سائٹ یوٹیوب پر اس اہانت آمیز فلم کو دکھانے پر ہمارے چند نوجوانوں نے عالمی سطح پر کوشش کر کے مسلمانوں کو متوجہ کیا اور اس کے بائیکاٹ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تو گوگل کے مالک نے اعتراف کیا کہ اس کے استعمال کرنے والوں میں گذشتہ ایک ماہ میں ۳ ملین لوگوں کی کمی واقع ہو گئی ہے اور یہ مسلمانوں کے غم وغصہ کی وجہ سے ہوا ہے اس کا خیال تھا کہ اگر یہی حال مسلمانوں کے رد عمل کا رہا تو صرف ایک سال میں اس کی سائٹ بدترین خسارہ سے دوچار ہو جائیگی، تعلیمی میدان میں امت مسلمہ اب بہت آگے بڑھ گئی ہے، معاشی واقتصادی میدانوں میں ملت اسلامیہ بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہے، مسلم نوجوان حیرت انگیز طور پر آگے بڑھ رہا ہے، میڈیا اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعہ ہم اپنے دشمنوں کو خاموشی سے بغیر کسی عوامی احتجاج کے منصوبہ بندی کے ساتھ ایسی زک پہنچا سکتے ہیں کہ صدیوں تک ان کے زخموں کا مداوا نہیں ہو سکے، اپنے دشمنوں اور ان کی پشت پناہی کرنے والی حکومتوں کو بھی ایسا سبق ملے کہ وہ تلملا اٹھیں اور صنعتی ومعاشی اعتبار سے ایسے بیٹھ جائیں کہ پھر اٹھنے کا نام نہ لیں۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی ذرخیز ہے ساقی: دوسری طرف ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مغرب ومشرق میں غیر مسلم برادران انسانیت میں حقیقی معنی میں اپنے مذاہب سے وابستہ لوگوں کی تعداد ایک فیصد بھی نہیں ہے، ننانوے فیصد لوگ صرف برائے نام ہی اپنے مذاہب سے وابستہ ہیں، ان کا مقصد صرف کمانا، کھانا اور عیش کرنا رہ گیا ہے، عالمی سطح پر مذہب کے نام سے وقوع پذیر کسی بھی حادثہ کو وہ غیر جانب دار ہو کر دیکھتے ہیں اور سنجیدگی سے اس کی تحقیق وتجزیہ میں لگ جاتے ہیں کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ بالعموم اب بھی معقولیت پسند ہیں؟ چنانچہ ۱۱/ستمبر کے حادثہ کے بعد جب ان کو اس کی جستجو ہوئی کہ دیکھیں کہ اسلام کی وہ کیا تعلیمات ہیں جوان کو ان کی جان جوکھم میں ڈالنے پر مجبور کر رہی ہے تو انہوں نے براہ راست قرآن مجید کا مطالعہ کیا اور اسلامی تعلیمات کا تجزیہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے ایک بڑی تعداد کی غلط فہمیاں دور ہو گئیں اور اسلام کی حقانیت ان کے سامنے واضح ہو کر آ گئی، اسی دوران ان کو اپنی شرک وکفر کی غلاظتوں کا بھی احساس ہو گیا اور اسلام کی فطری معقولیت نے ان میں سے ایک بڑی تعداد کو حلقہ بگوش اسلام کر دیا۔

اسی طرح جب گذشتہ دنوں سان باسل کی توہین آمیز فلم پر عالمی سطح پر مسلمانوں کا رد عمل سامنے آیا تو یورپ، امریکہ اور خود مشرقی ممالک میں بھی نئی تعلیم یافتہ نسل کا ایک بڑا طبقہ سامنے آ گیا ہے جو یہ دیکھنے کے لیے بے چین ہے کہ حضرت محمد کے نام سے آخر وہ کون سی شخصیت ہے جن کی توہین کے تصور ہی سے ایک گناہ گار مسلمان بھی بپھر جاتا ہے، ان کی اس قدر محبوبیت ومقبولیت کا کیا راز ہے جس کی وجہ سے عالمی سطح پر ان کے ماننے والوں میں اضافہ ہو رہا ہے، امت دعوت ہونے کا ہمارا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اس سنہرے دعوتی موقع سے فائدہ اٹھائیں جو اس منفی حادثہ کے تناظر میں ہمارے لیے مثبت دعوتی میدان فراہم کر رہا ہے، ہم حکمت کے ساتھ ان بندگان خدا میں اپنے حبیب رحمت عالم

ﷺ کی حیات طیبہ کا تعارف کرائیں اور کم سے کم خرچ اور کم سے کم وقت میں ترغیبی وسائل اختیار کرتے ہوئے ان کی نظروں سے توحید، رسالت اور آخرت کے دلائل گذاریں، جب ایک یہودی النسل امریکی باطل کے پرچار کے لیے تنہا ۵۰ ملین ڈالر (۲۵/کروڑ روپئے) خرچ کرسکتا ہے تو ہم حق پر رہ کر اس رقم کے بیسویں حصہ سے بھی کم ایک کروڑ روپئے خرچ کرکے انٹرنیٹ پر جہاں سے رحمت عالم ﷺ کی شبیہ بگاڑنے کی کوشش کی گئی تھی عالمی سطح پر اسی فیس بک اور ٹیوٹر کے ذریعہ سیرت طیبہ کا غیر مسلموں میں مسابقہ نہیں رکھوا سکتے، ہم نبی رحمت ﷺ کی سیرت کے کسی ایک انسانی واخلاقی پہلو پر مختصر مضامین اور مقالے لکھوانے کے بہانے ایک کروڑ روپئے کا انعام کا اعلان کریں تو لاکھوں بندگان خدا حیات طیبہ کے مطالعہ کے بہانہ قرآن مجید کے مطالعہ میں لگ جائیں گے، انعام سے ترغیب پاکر وہ اسلام کا مطالعہ کریں گے، ان کی غلط فہمیاں دور ہونگی، اس کی صاف وشفاف فطری تعلیمات کے مطالعہ سے ان میں سے ایک معتدبہ تعداد کو ہدایت بھی نصیب ہوگی اور ہمارا دعوتی فریضہ بھی ادا ہوجائے گا، ہمارے عرب شہزادوں سے جو لندن کی گھوڑا ریس پر صرف ایک دفعہ کے مقابلہ میں ۵۰ ملین پھینکتے ہیں، یوروپ کے جزیروں میں سیاحت وتفریح کے نام سے جاکر ایک سفر میں ستر ملین ضائع کرتے ہیں اس کی امید تو شاید نہیں کی جاسکتی، لیکن خود ہمارے درمیان عالمی سطح پر نہیں بلکہ ملکی سطح پر بھی ایسے خوشحال مسلم تاجر اور مخیر افراد موجود ہیں جن کو اس طرح کے دعوتی منصوبوں پر صرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے، دنیا کے تقریباً ہر ملک میں الحمدللہ بڑی منصوبہ بندی سے دعوتی کام ہورہے ہیں اور اس کے حیرت انگیز نتائج بھی سامنے آرہے ہیں، دنیا کی تقریباً ہر زبان میں قرآن مجید وسیرت کے تراجم موجود ہیں، اس طرح کے واقعات کے پس منظر میں پیدا ہونے والی عالمی دعوتی فضا کو ہمیں جنگی پیمانہ پر استعمال کرکے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے اور نئے نئے دعوتی تجربات کرنے چاہیے، عالم عرب بالخصوص خلیجی ممالک میں مسلمانوں کے درمیان ادھر چند سالوں سے حفظ قرآن وسیرت کے بڑے عالمی مقابلے ہورہے ہیں جس میں کروڑوں روپیوں کے انعامات مسلمانوں میں تقسیم کئے جارہے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کے مسابقات سیرت کے موضوع پر بڑے ترغیبی انعامات اور دلکش ترغیبات کے ساتھ غیر مسلموں میں بھی رکھے جائیں، مسلم تنظیموں کو اس طرف بھی متوجہ کیا جائے اور غیر مسلموں میں بھی اس طرح کے تحریری مقابلوں کی ضرورت کا ان کو احساس دلایا جائے ہم نے خود اس ملک کی پانچ چھ ریاستوں میں گذشتہ چار سالوں کے دوران نقد تشجیعی انعامات کے اعلان کے ساتھ محدود پیمانہ پر اپنی بساط کے مطابق سیرت نبوی میں امن کی تعلیمات کے موضوع پر غیر مسلم برادران وطن میں مقالات لکھوانے کے مقابلے کروائے، الحمدللہ پندرہ ہزار کے قریب برادران وطن نے اس میں حصہ لیا اور اس کے حیرت انگیز ومسرت آمیز نتائج سامنے آئے، اس توہین آمیز فلم پر بھی عالمی سطح پر بننے والی مثبت دعوتی فضا کے تناظر میں اب ہم عالمی سطح پر انٹرنیٹ پر فیس بک اور ٹیوٹر کے ذریعہ غیر مسلم بھائیوں میں سیرت نبوی کے موضوع پر مقالات لکھوانے کا انشاءاللہ ایک اور تجربہ شروع کرنے جارہے ہیں، دس لاکھ روپئے کے اول، دوم اور سوم انعامات ان کو

دیئے جائیں گے، جس سے امید ہے کہ انشاء اللہ ایک لاکھ سے زائد بندگان خدا اس میں حصہ لیں گے اور اسلام کی حقانیت کے دلائل ان کی نظروں سے گذریں گے، ملت کی عالمی دعوتی ضرورت کے سامنے یہ ایک بہت ہی چھوٹی اور حقیر سی کوشش ہے، الگ الگ عنوانات کے تحت اس طرح کے الگ الگ اور نئے نئے تجربات ہر ملک میں ہر ایک تنظیم کی طرف سے ہو رہے ہیں اس کو ہر جگہ اپنانے کی ضرورت ہے تا کہ اس دنیا میں موجود ایک ایک بندہ خدا تک اسلام کا پیغام پہنچ جائے اور وہ توحید و رسالت اور آخرت کی تعلیمات کو پڑھنے اور سمجھنے پر مجبور ہو جائے۔

جب ہماری مسلم تعلیم یافتہ نسل کا ذہن اپنی کمپنیوں کی مصنوعات کو فروغ دینے کے لیے نت نئے پروجیکٹ کے بنانے کے لیے چل سکتا ہے تو ہم خود اپنے تعلیم یافتہ ان مسلم نوجوانوں کی صلاحیتوں کو دعوت کے لیے نئے دپرکشش پروجیکٹ بنانے کے لیے کیوں استعمال میں نہیں لاسکتے؟ ہزار خرابیوں کے باوجود مجموعی طور پر ہماری نئی نسل دین سے وابستگی میں پچھلی نسل سے ممتاز نظر آرہی ہے، بس ضرورت صرف ہمارے دعوتی مسلم اداروں کو انھیں ترغیب دے کر دین کے لیے استعمال کرنے کی ہے۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف (حب نبوی صرف یہی نہیں ہے): رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس پر جب آنچ آتی ہے تو ہم بے قابو ہو جاتے ہیں اور اظہار محبت وعقیدت کے لیے ہم ہر وہ طریقہ اختیار کرتے ہیں جس سے ساری دنیا بیک وقت بول اٹھتی ہے کہ جس طرح صرف اس ایک ہستی کے لیے کروڑوں مسلمان اپنی جان نچھاور کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں اس کی مثال دنیا کے کسی اور مذہب کے ماننے والوں میں نہیں پائی جاتی، یہ سب آپ ﷺ کی ذات اقدس سے ہماری محبت کا مظہر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ امت مسلمہ میں اپنی گئی گذری حالت میں بھی الحمد للہ اپنے نبی کی عقیدت کے حوالے سے ایمان کی رمق باقی ہے یہ بڑی خوش آئند بات ہے، لیکن بحیثیت مسلمان ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ سے ہماری اصلی محبت وعقیدت کا اعتبار اللہ رب العزت کے پاس اس وقت ہوگا جب ہم آپ ﷺ کی کامل اتباع کریں گے، آپ کے نقش قدم پر چلیں گے اور آپ ﷺ کی ایک ایک سنت کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں گے، اس حیثیت سے جب ہم خود اپنا اور اپنی نئی نسل کا جائزہ لیتے ہیں تو روح تڑپا دینے والے اور خون کے آنسوں رلانے والے واقعات سامنے آتے ہیں، ہماری آبادی پوری دنیا میں اس وقت دو ارب کے قریب ہو رہی ہے لیکن آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ آج بھی مسلمانوں کی نصف آبادی یعنی تقریباً ایک سو کروڑ یعنی ایک ارب مسلمان اپنے نبی ﷺ کی بنیادی سیرت اور ان کی حیات طیبہ سے ناواقف ہیں، جاہل عوام کا تو کیا کہنا خود تعلیم یافتہ مسلم نوجوانوں کی حالت جن کو دنیا کی ہر چیز کی معلومات جزئیات کے ساتھ رہتی ہے اس سے بھی گئی گذری ہے، دو تین سال قبل اس ملک میں ایک ٹی وی پروگرام کون بنے گا کروڑ پتی میں ایک تعلیم یافتہ مسلمان سے جو ہزاروں لوگوں میں اپنی جنرل نالیج میں مہارت کے بعد اس کے آخری مرحلہ میں داخل ہو گیا تھا اللہ کے رسول ﷺ کے والد کے انتخاب کے لیے

ابوجہل/ابوطالب/عبداللہ اور عبدالمطلب میں سے کسی ایک نام کے انتخاب کا موقع دیا گیا تو وہ منہ تکتے رہ گیا اور اخیر تک جواب نہیں دے سکا اور ایسا محسوس ہوا کہ یہ چاروں نام اس نے زندگی میں پہلی دفعہ سنے تھے، کالج میں زیر تعلیم ایک مسلم طالب علم سے نبی رحمت ﷺ کی جائے پیدائش کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کھٹ سے کہا بنارس ہے، حکومت کے اعلیٰ عہدے پر موجود ایک مسلم نوجوان سے جب اس کے آفس میں کام کرنے والے اس کے غیر مسلم دوست نے سوال کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عام مسلمانوں کے برخلاف گیارہ شادیاں کیوں کیں؟ تو اس نے بجائے اس کے کہ اس کو دلائل سے سمجھاتا یوں جواب دیا کہ خود مجھے بھی اس پر اشکال ہے، ہمارے ان نونہالوں اور مسلم بچوں سے جب کرکٹ کھلاڑیوں اور فلم ایکٹروں کے نام دریافت کئے گئے تو نہ صرف ان کے بلکہ ان کی بیوی بچوں اور پورے گھرانہ کی تاریخ معلوم تھی، جب ہمارے نوجوانوں کو چہرہ پر اللہ کے رسول کی سنت داڑھی رکھنے کی ترغیب دی گئی تو اس میں ان کو کسی طرح کی کشش نظر نہیں آئی لیکن اسلحہ رکھنے کے الزام پر جب ایک فلم ایکٹر کو گرفتار کر کے ٹاڈا کے تحت کئی ماہ تک قید رکھا گیا تو اس نے نذر مانی کہ جب تک اس کو رہا نہیں کیا جاتا وہ شیو نہیں کریگا، چنانچہ جیل سے رہائی کے بعد بھی کئی ماہ تک اس کے چہرہ پر داڑھی نظر آئی تو اس کو دیکھ کر ہمارے ملک کے سیکڑوں مسلمانوں نے اس کی نقل کرتے ہوئے داڑھی رکھی، اپنے حبیب کی نقل کرتے ہوئے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہننا ہمیں گوارہ نہیں تھا لیکن جب اسی پیوند لگے کپڑوں کو فلم ایکٹروں نے ڈیزائن کا نام دیا تو ہمارے نونہال پیوند کے فیشن والے کپڑے پہننے میں فخر محسوس کرنے لگے، ہماری نئی نسل کے لیے بے حیائی کے علمبردار اور بداخلاقی کے داعی تو نمونہ بن گئے، لیکن خود ہمارے پیارے نبی جو دینی واخلاقی حیثیت کے ساتھ جسمانی وظاہری اعتبار سے بھی اپنے وقت کے خوبصورت ترین انسان تھے مقتدیٰ نہیں بن سکے۔

اس پورے پس منظر میں یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ جہاں ضرورت اس طرح کی توہین آمیز فلموں کے تناظر میں بندگان خدا کو سیرت نبوی سے واقف کرانے کی ہے اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر خود ہماری نئی نسل کو بھی اپنے آئیڈیل و مقتدیٰ نبی رحمت عالم ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے واقف کرانے کی ہے تا کہ اسلام کی عظمت کا نقش ان کے دلوں پر قائم رہے اور اپنے دین حق پر ان کا اعتماد باقی رہ سکے، اس کے لیے ہمارے دینی مدارس ہی کی طرف سے جہاں امت کے صرف دس فیصد بچے زیر تعلیم ہیں ایسا دینی تعلیمی نظام رائج ہونا چاہئے جس سے عصری درسگاہوں میں زیر تعلیم نوے فیصد طلباء کی بنیادی دینی تعلیمی ضروریات کی تکمیل ہو سکے، ان کے لیے سنڈے اور مارننگ وایوننگ کلاسس کا مستحکم دینی تعلیمی نظام مختصر مدتی دینی تعلیمی سرٹیفکیٹ و ڈپلومہ کے کورسس اور خود مسلم اسکولوں میں دینیات واسلامیات کی لازمی شمولیت اور ہمارے مدارس کی طرف سے فاصلاتی نظام تعلیم کا دینی تعلیم کے فروغ کے لیے استعمال اس کی بہترین شکلیں ہو سکتی ہیں جس پر ہم نے اپنے پچھلے مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالی تھی۔

---

قندِ مکرر امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ

# ابوالکلامیات

"ترجمان القرآن" مولانا ابوالکلام آزادؒ کا مطالعہ کررہا تھا کہ دل نے چاہا کہ یہ اقتباس آپ کی خدمت میں ارسال کردوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو "الحق" میں شائع فرمادیں۔ اسلامی قوانین کی تدوین کی حاضرہ کدوکاوش میں شاید مہمیز کا کام دے سکے۔ (ڈاکٹر شیر بہادر خان صاحبؒ پنی)

سورہ توبہ کی تفسیر میں زیر عنوان "شرح اتخاذ ارباباً من دون الله تحریر فرماتے ہیں۔

سادساً۔ دینی پیشوا، اچھے انسان ہونے کی جگہ بے پناہ دیوتا بن گئے۔ اوران کی ساری باتوں نے تقدیس کا جامہ پہن لیا کیونکہ جب انہیں اپنے پیروں کے لئے حکم وتشریح کی غیر مشروط طاقت مل گئی۔ یک قلم غیر مسئول ہوگئے تو پھر نفس انسانی کی شرارتیں ان سے جو کچھ بھی کرائیں کم ہے۔

یورپ کے اس عہد کی تاریخ پر نظر ڈالو جسے مورخ ازمنہ وسطی کے نام سے پکارتے ہیں بلکہ اس عہد کی بھی جو نشاۃ ثانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ تمہیں ان حتائج کی ساری نظریں اور مثالیں قدم قدم پر ملنے لگیں گی۔ صرف پوپ کے منصب کی نسلاً بعد نسل تاریخ میں دیکھ لی جائے۔ اس کے لئے کفایت کرے گی۔

قرآن نے جس وقت یہ صدا بلند کی عیسائی دنیا طیار نہ تھی کہ اس کا جواب دیتی۔ بالآخر اس سے اعراض نہ کر سکی اس وقت تو قرآن کی اس دعوت حق کو عیسائیوں نے نہیں سمجھا لیکن یہ تخم ریزی برگ وبار لائے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ صلیبی لڑائیوں میں جب یورپ کے عیسائیوں کو مسلمانوں سے ملنے اور اسلام کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو اس کے اثرات کام کرنے لگے۔ اور بالآخر لوتھر نے اصلاح کنیسہ کی دعوت بلند کی۔ لوتھر اور کلیسا میں بناء نزاع یہ تھی کہ حق کا معیار کیا ہے؟ کتاب اللہ یا پوپ کا اجتہاد؟ اور خدا کی کتاب اس لئے ہے کہ پڑھی جائے اور سمجھی جائے یا اس لئے کہ سب کچھ پوپ پر چھوڑ دیا جائے؟ نزاع کی ابتداء نجات کے مسئلے سے ہوئی تھی یعنی نجات کا دارومدار ایمان پر ہے یا پوپ کی سند مغفرت پر؟ ظاہر ہے کہ یہ حرف بہ حرف اسی صدائے برحق کی بازگشت تھی کہ اتخذوا احبار ھم ورھبا نھم ارباباً من دون الله۔

آج یہ واقعہ دنیا کی تاریخی حقائق میں سے سمجھا جاتا ہے کہ یورپ کی تمام ذہنی اور عملی ترقیوں کا دور اصلاح کنیسہ کی دعوت سے شروع ہوا۔ یہ سچ ہے لیکن اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ اصلاح کنیسہ کی بنیاد اس دن پڑی تھی جس دن اللہ کے رسول ﷺ نے نجران کے بشپ کو یہ دعوت تھی۔

**یا اھل الکتاب تعالو الی کلمة سواءٍ بیننا و بینکم ، الا نعبد الا لله و لا نشر ک به شیأً و لا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله** (۳: ۲۴)

اور پھر اس دن جس دن سورہ برأت کی یہ آیت نازل ہوئی (لوتھر پر پوپ کی طرف سے جو الزام لگائے گئے تھے۔ ان میں ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ اسلام کا پیرو ہو گیا ہے اور یہ قرآن کے مطالعہ سے اس کی یہ گمراہی پیدا ہوئی۔ ایڈورڈ ہسٹری آف دی رفارم۔ باب سوم)

اگر چھٹی صدی کے عیسائی جہل و تعصب نے اس دعوت سے انکار نہ کیا ہوتا تو وہ تمام تاریک صدیاں ظہور میں نہ آتیں۔ جن کی وحشت انگیز سرگذشتیں تاریخ کو قلم بند کرنی پڑیں۔ اور از منہ مظلمہ کے نام سے پکاری گئیں۔ اور یقیناً یورپ کے علم و عقلیت کے تاریخ چودھویں سدی کی جگہ ساتویں صدی سے شروع ہو جاتی۔

یہ سرگذشت تو عیسائی دنیا کی ہے۔ جسے اس دعوت حق نے مخاطب کیا تھا۔ لیکن خود مسلمانوں کا کیا حال ہوا جنہیں اس دعوت کی تبلیغ سپرد کی گئی تھی؟ افسوس کہ وہ خود بھی اس گمراہی سے بچ نہ سکے اور انہوں نے تشریع دینی کا حق کتاب وسنت کی جگہ انسانوں کی رایوں کے حوالے کر دیا۔ اعتقاداً نہیں عملاً۔ اور سوال یہاں عمل ہی کا ہے۔ نہ کہ اعتقاد کا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام مفاسد ظہور میں آ گئے جن کا دروازہ قرآن نے بند کرنا چاہا تھا اور سب سے بڑا فساد یہ پیدا ہوا کہ صدیوں نے ان کی عقلی ترقی یک قلم رک گئی۔ اور تقلید نے علم و بصیرت کی راہوں سے ان کو دور کر دیا۔ حتیٰ کہ اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ ایک طرف مسلمانوں کی معاشرتی و اجتماعی زندگی ہو رہی ہے کیونکہ اس کی ضرورتوں کے مطابق احکام فقہ نہیں ملتے اور شریعت فقہ کے مذاہب مدّ ونہ ہی میں منحصر سمجھ لیا گیا ہے۔

دوسری طرف تمام اسلامی حکومتوں نے قوانین شرع پر عملدرآمد ترک کر دیا ہے اور اس کی جگہ یورپ کے دیوانی، فوجداری قوانین اختیار کرنے لگے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ دفاتر وقت کے انتظامی و معاشرتی مقتضیات کا ساتھ نہیں دے سکتے اور کوئی نہیں جو انہیں یہ بتائے کہ اللہ کی شریعت کا دامن اس نقص سے پاک ہے۔ اور اگر وہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے تو انہیں اس زمانے کے لئے بھی ویسے ہی اصلح و اوفق قوانین مل جاتے جس طرح پچھلے عہدوں کے لئے مل چکے ہیں۔ **فیا لله وللمسلمین هذه الفاقرة التی هی اعظم فوا قر الدین الرزیة التی ما رزی بمثلها سبیل المومنین .**

مولانا محمد امین دوست حقانی*

# بافیض وباعمل عالم اور دارلعلوم دیوبند کے لائق فرزند

## حضرت مولانا حاجی غلام حیدر صاحبؒ

۹۔۱۰ رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۴۔۲۵ رنومبر ۲۰۱۲ء ہفتہ اور اتوار کے درمیانی شب میں تقریباً تین بجے سرزمینِ صوابی کے آخری فاضلِ دیوبند، باکمال وبافیض اور عالم باعمل حضرت مولانا حاجی غلام حیدر صاحب نے تقریباً بیانوے سال کی عمر میں طویلِ علالت کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور نہ صرف اہلِ خاندان وباشندگانِ صوابی کو، بلکہ ہزاروں شاگردوں، فیض یافتوں، محبین، معتقدین اور سارے علمی حلقے کو سوگ وار اور اشک بار کر گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کیا گیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے علم کا سرمایہ اس طرح نہیں چھینتا جس طرح کسی سے کوئی چیز اچانک چھین لی جاتی ہے بلکہ علم اس طرح واپس لیتا ہے کہ اہلِ علم کو اپنے پاس بلاتا ہے''۔

دیکھا جائے تو علم کے پھیلاؤ میں کوئی کمی نہیں ہے، لیکن حقیقی علم کہیں نظر نہیں آتا، وہ اہلِ علم جو مرجعیت کی شان رکھتے ہوں انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ افسوس اس کا ہے کہ جو لوگ جا رہے ہیں ان کی جگہ لینے والا کوئی نظر نہیں آتا، ویسے بھی کسی کے جانے سے جو خلاء واقع ہوتا ہے وہ کوئی دوسرا پُر نہیں کرتا، کم از کم اہلِ علم کے متعلق یہ مقولہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔

؎ مضت الدھور وماأتین بمثلھم ولقد أتیٰ فعجزن عن نظرائھم

میرے ناقص خیال کے مطابق اکابر اور بزرگوں کے ساتھ عقیدت اور ان کے وفات پر سوگ منانے کی اصلی اور حقیقی صورت یہ ہے کہ اس مشن اور تحریک کو زندہ رکھا جائے اور اس کو آگے بڑھایا جائے جس کے لئے اس حیاتِ مستعار میں اکابرین کی جانیں وقف تھیں اور تن کے لہو سے اس کی آبیاری کی تھی۔ اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ اکابر کی

* مہتمم جامعہ تعلیم الاسلام لاہور صوابی

مبارک زندگیوں کا ہر ہر پہلو پیش نظر ہو اور آدمی اس سے باخبر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ملت مسلمہ نے اکابر و اسلاف کے حالاتِ زندگی اور سوانح کو محفوظ رکھنے کا خصوصی طور پر اہتمام کیا ہے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے اُسوۂ حسنہ ثابت ہوں۔

بندہ نے ایک مجلس میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے انکے حالاتِ زندگی، دیوبند میں بیتے ہوئے دنوں اور فراغت کے بعد وطنِ عزیز پاکستان آنے کے بارے میں دریافت کیا۔ چند دنوں بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو چند صفحات پر مشتمل ایک خودنوشت داستانِ حیات مرحمت فرمائی جو آج تک بندہ کی ڈائری میں محفوظ ہے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پُر ملال کے موقع پر منظرِ عام پر لانے کیلئے پیشِ خدمت ہے۔ (بندہ محمد امین دوست لاہوری، یکے از وابستگان حضرت حاجی صاحبؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام ونسب:......غلام حیدر بن رحیم شاہؒ بن محبوب شاہؒ بن نسیم شاہؒ بن محمد سلیم شاہ (عرف شیخ بابا) لاہور۔

تاریخ پیدائش:......۱۵ر دسمبر ۱۹۲۱ء۔

دس اپریل ۱۹۲۶ء کو مڈل سکول لاہور میں داخلہ لیا۔ مارچ ۱۹۳۲ء کو مڈل پاس کیا جبکہ اسی دوران میں نے اپنے والد ماجدؒ سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا اور تجوید کی کیونکہ والدِ محترم زہد وتقویٰ کے علاوہ بہترین قاری بھی تھے۔

اپریل ۱۹۳۲ء کو زیدہ میں ساتویں جماعت کیلئے داخلہ لیا اور مارچ ۱۹۳۴ء میں مڈل پاس کیا۔ مڈل پاس کرکے تقریباً چھ ماہ تک خلاصہ کیدانی، منیۃ المصلی اپنے گاؤں کے متبحر اور زہد وتقویٰ کے مجسمہ مولانا سید محمد شاہؒ سے اور قدوری حضرت العلامہ سید ذوالنور شاہ صاحبؒ سے پڑھی۔ علاوہ ازیں میں نے از خود گلستان، بوستان تصانیف سعدیؒ اور تحفۂ شیخ فریدالدین عطارؒ پنج گنج (کریما ونام حق) مطالعہ کیں۔ کیونکہ میں خود فارسی مڈل فارغ تھا۔

اس کے بعد موضع میاں ڈھیری ضلع صوابی کے مولانا سید عمر باچہ صاحبؒ جو کہ روحانی پیشوا اور صاحب کشف وکرامات تھے۔ سے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں ڈیڑھ سال میں پڑھیں۔ اس کے بعد علاقہ چھچھ کے موضع حیدر میں حضرت العلامہ مولانا عبدالحکیم صاحبؒ جو کہ علم وعمل کے پیکر جن کے حق میں علمائے چھچھ کہا کرتے تھے "علم وعمل کے پیکر، تصوف کے امام اور گشتی کتب خانہ ہیں۔ ان سے زرادی، زنجانی، مراح الارواح، ہدایۃ النحو، کافیہ، کنز الدقائق اور اصولِ شاشی پڑھیں۔

۱۹۳۷ء کو گوجرانوالہ جامع مسجد مدرسہ انوار العلوم میں داخلہ لیا۔ جہاں شرح جامی، منطق کی کتابیں سلم العلوم تک، فقہ میں ہدایہ اولین وآخرین اصولِ فقہ میں نورالانوار، حسامی اور توضیح تلویح تفسیر میں جلالین، حدیث میں مشکوٰۃ شریف، ادب میں مقامات تک کی کتابیں مولانا عبدالقدیرؒ سے پڑھیں۔ موصوف علاقہ چھچھ کے موضع مومن پور نزد

جلالیہ غرغشتی کے تھے تبحر عالم ہونے کے علاوہ چوٹی کے زاہد و عابد تھے۔ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد خاص تھے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے ساتھ ڈابھیل میں مدرس رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غرغشتویؒ کے وفات پر انہیں کے مسند پر شیخ الحدیث تھے۔

مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ سے حضرت العلامہ عبدالقدیر صاحبؒ کی اجازت سے اور قابلِ احترم مہربان مولانا محمد سرفراز صفدر صاحب جو کہ آجکل گوجرانوالہ کے نصرۃ العلوم مدرسہ کے شیخ الحدیث ہیں، کئی کتابوں اور رسالوں کے مصنف بھی ہیں۔ کے مشورے سے دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث کے لئے داخلہ لینے گیا (حضرت مولانا صفدر صاحبؒ اب دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں طاب الله ثراہ و جعل الجنة مثواہ)۔ چنانچہ داخلے کا امتحان مولانا اعزاز علیؒ جو کہ شیخ الادب والفقہ تھے اور امتحان لینے میں سخت گیر معروف تھے۔ نے مقامات، میبذی اور جلالین میں لی اور پاس قرار دیتے ہوئے دورۂ حدیث میں شرکت کی اجازت فرمائی۔

۱۹۴۲ء مطابق ۱۲ رشوال ۱۳۶۲ھ کو دارالعلوم دیوبند کا داخلہ لیا اور دورۂ حدیث پڑھکر ۱۹۴۲ء مطابق شعبان ر ۱۳۶۳ھ کو وطنِ عزیز لاہور ضلع مردان واپس ہوا۔ میرے دیوبند کے سند کا نمبر "۴۱۱۴" ہے۔

☆ اسمائے گرامی حضرات مدرسین کرامؒ جن سے میں نے دورۂ حدیث پڑھا:

بخاری شریف شروع شروع میں مولانا حافظ الحدیث عبدالرحمٰن امروہوی صاحبؒ سے پڑھی لیکن ضعیف العمری کی وجہ سے کماحقہ پڑھائی سے قاصر تھے۔ اس لئے انہوں نے جناب مولنا قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند سے فرمایا کہ میں ضعیف العمر ہوں کماحقہ پڑھائی سے قاصر ہوں لہذا میری جگہ کسی دوسرے صاحب کی تقرری فرمائیں تاکہ طلبہ کا وقت ضائع نہ ہو۔

چنانچہ قاری صاحبؒ موصوف نے جیل سے حضرت العلامہ سید حسین احمد مدنیؒ سے سفارش نامہ یا حکم نامہ بنام حضرت العلامہ مولانا فخر الدین مرادآبادیؒ حاصل کر کے مرادآباد گئے اور مولانا مذکور کو دیوبند لے آئے۔ اور بخاری شریف کا درس شروع کیا اور آخر تک دیوبند کے شیخ الحدیث رہے۔ اس طرح میرے بخاری میں دو شیوخ ہوئے:

(۱) حضرت العلامہ حافظ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن امروہوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) جناب حضرت العلامہ مولانا فخر الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

مسلم شریف حضرت مولانا شبیر احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی شریف حضرت العلامہ شیخ الادب والفقہ اعزاز علی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد شریف شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، طحاوی شریف حضرت العلامہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور مؤطا امام مالک و مؤطا امام محمد حضرت العلامہ مولنا سید نافع گل صاحب زیارت کا کا صاحب رحمۃ اللہ سے پڑھیں۔

اے اللہ! میرے تمام اساتذۂ کرام پر اپنی شان کے مناسب رحم فرما۔ انکے درجات بلند فرما۔ اے اللہ! مجھے انکے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ میری گناہوں سے درگذر فرما۔ خاتمہ بالایمان فرما۔ (امین یارب العلمین)

لاہور ضلع مردان ۱۹۴۲ء مطابق ۱۳۶۳ھ کو جب واپس آیا تو ۱۰ ارشوال ۱۳۶۳ھ کو مسجدِ شیخان میں تدریس شروع کی۔ چونکہ اس زمانے میں دینی مدارس نہ تھے اور نہ جماعت بندی و درجہ بندی تھی۔ اس لئے درسِ نظامی کے متفرق کتابیں تین سال تک مسلسل پڑھائیں۔

عاشقِ رسول ﷺ الحاج محمد امین صاحبؒ جنہوں نے ضلع مردان تحصیل صوابی (صوابی اب ایک مستقل ضلع ہے) کے کئی قصبات میں دینی ادارے (اسلامی پرائمری سکول) جن میں انجمنِ حمایت اسلام سلسلۂ قدیم کا نصاب اور مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے تعلیم الاسلام کے رسائل پڑھائے جاتے تھے۔ ان میں نواں کلی، اسوٹا، سلیم خان، مانیری بالا، صوابی، زیدہ، کھنڈہ، لاہور، تورڈھیر اور جلسی زیادہ معروف تھے۔ حاجی صاحب موصوف نے جب اس دینی ادارے (اسلامی پرائمری سکول) کی بنیاد رکھنی چاہی تو موضع لاہور کے علماء کرام، مشران اور باا ثر لوگوں کی مشورہ سے مسؤدہ تیار کیا گیا۔ تو حاجی صاحب موصوف اور علماء کرام لاہور اور مشران نے اسی ادارے میں مجھ سے دینی خدمات انجام دینے کی پیشکش کی۔ جسے قبول کر کے ۱۹۴۴ء میں یہی ادارہ وجود میں آیا۔

پاکستان بننے کے بعد دیگر ادارے مختلف وجوہات سے ختم کئے گئے۔ صرف یہی لاہور کا ادارہ باقی رہا۔ جبکہ یہ ادارہ بھی حکومت کی مداخلت کی وجہ سے ختم ہوا اور یکم ستمبر ۱۹۸۴ء کو حکومت نے اپنی تحویل میں لیا۔ مدرسہ ۱۹۴۴ء سے ۱۹۸۴ء تک چالیس برس رہا اور بندہ آخر تک اسی ادارے کا خادم رہا۔

☆ وہ اکابرین جن سے ملاقات ہوئی اور زبانی استفادہ کیا:

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی صاحبؒ علاقہ چھچھ۔

(۲) شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت مولانا مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) حضرت مولانا شیخ التفسیر عبید اللہ سندھی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہارن پور۔

(۷) تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ دھلی۔

(۸) عاشقِ رسول ﷺ جماعت احرار کے بانی سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحبؒ، جنکے قرآن سننے کیلئے غیر مسلم حاضر ہوتے تھے۔

(۹) حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۰) حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۱) حضرت العلامہ شمس الحق افغانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۲) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۳) مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۴) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سواڑیاں مردان۔

(۱۵) شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالہادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شاہ منصور۔

(۱۶) حضرت مولانا شیخ التفسیر والحدیث قاضی محمد زاھد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ، اٹک۔ موصوف طریقت میں حضرت احمد علیؒ کے بیعت شدہ اور خلیفہ مجاز تھے۔ نیز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد اور خلیفہ مجاز تھے۔

(۱۷) صاحب البیان والبنان حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

﴿رحمهم الله تعالی اجمعین﴾

آخری وصیت:

میں اپنے شاگردوں اور متعلقین کو علومِ دینیہ سے وابستہ رہنے اور اشاعتِ دین اور اپنے لئے رضائے الٰہی کے لئے وصیت کرتا ہوں۔

اشاعتِ دین کیلئے شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا:

شخصے بمدرسہ آمد ز خانقاہ — بشکست صحبت اہل طریق را
گفتم میاں عالم و عابد چہ فرق بود — تا کردی اختیار از اں ایں فریق را
گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج — دین جہد میکند کہ بگیرد غریق را

طلباء کیلئے توجہ طلب چیز:

ے شکوت الی وکیع سوء حفظی — فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من الله — ونور الله لایعطیٰ لعاص

وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعين

ے قدمات قوم وما ماتت مكارمهم — وعاش قوم وهم فی الناس اموات

مولانا حبیب اللہ حقانی *

# اسلامی سال کا دوسرا مہینہ صفر المظفر اور جاہلانہ رسومات

صفر عربی زبان کا لفظ ہے، یہ صفر سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے: خالی ہونا۔ چونکہ زمانۂ جاہلیت میں ماہِ محرم میں قتال کرنا حرام تھا اس لئے ماہِ صفر میں لوگ قتل کے لئے نکل جایا کرتے تھے اور ان کے گھر خالی پڑے رہتے تھے۔ اس وجہ سے اس ماہ کا نام صفر رکھ دیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ صُفر سے ماخوذ ہے بمعنی زردی، جب لوگ اس مہینہ کا نام متعین کرنے لگے تو اتفاق سے پت جھڑ کا موسم تھا، جس میں درختوں کے پتے پیلے پڑ جاتے ہیں اس لئے اس ماہ کا نام صفر رکھ دیا۔

عام طور پر صفر کے ساتھ مظفر یا خیر کا لفظ لگایا جاتا ہے یعنی کہا جاتا ہے کہ صفر المظفر یا صفر الخیر۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مظفر کا معنی کامیابی و کامرانی والی چیز کے ہیں اور خیر کے معنی نیکی اور بھلائی کے ہیں، زمانۂ جاہلیت میں چونکہ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھا جاتا تھا اور آج بھی اس مہینہ کو بہت سے لوگ منحوس بلکہ آسمان سے بلائیں اور آفتیں نازل ہونے والا مہینہ سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے اس ماہ میں خوشی کی بہت سی چیزوں مثلاً شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات کو منحوس یا معیوب سمجھتے ہیں جب کہ اسلامی اعتبار سے اس مہینہ سے کوئی نحوست وابستہ نہیں اور اسی وجہ سے احادیث مبارکہ میں اس مہینہ کے ساتھ نحوست وابستہ ہونے کی سختی کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔ اسی لئے صفر المظفر یا صفر الخیر کہا جاتا ہے تاکہ اس کو منحوس اور شر و آفت والا مہینہ نہ سمجھا جائے بلکہ کامیابی اور کامرانی اور خیر و بلائی کا مہینہ سمجھا جائے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابتدائی تیرہ دن خاص طور پر بہت زیادہ سخت اور بھاری ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ صفر کے مہینے کی پہلی تاریخ سے تیرہ تک کی تاریخ کو خاص طور پر منحوس سمجھتے ہیں اور بعض جگہ اس مہینے کی تیرہ (۱۳) تاریخ کو چنے اُبال کر یا چوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ بلائیں ٹل جائیں، یہ سب باتیں بے اصل ہیں۔

اسی طرح بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اس مہینے میں لنگڑے لولے اور اندھے جنات آسمان سے اُترتے ہیں اور چلنے والوں کو کہتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھ کر قدم رکھو، کہیں جنات کو تکلیف نہ ہو۔ بعض لوگ اس مہینہ میں صندوقوں، پیٹیوں، الماریوں اور درودیوار کو ڈنڈے مارتے ہیں تاکہ جنات بھاگ جائیں۔

بعض گھرانوں میں اجتماعی قرآن خوانی کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ اس مہینے کی نحوست اور بلاؤں اور آفتوں

* رکن القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ

سے حفاظت رہے۔ اوّل تو مروجہ طریقے پر اجتماعی قرآنی خوانی ہی ایک رسم بن گئی ہے۔ دوسرے اس نظریے کی بنیاد پر قرآن خوانی بذاتِ خود بھی جائز نہیں کیونکہ یہ نظریہ ہی شرعاً باطل ہے۔ شریعت نے واضح کر دیا کہ اس مہینہ میں نہ کوئی نحوست ہے نہ کوئی بلا اور نہ ہی جنات کا آسمانوں سے نزول ہوتا ہے۔

بعض لوگ ماہِ صفر کی آخری بدھ کو بطورِ عید مناتے ہیں اور بعض اس دن کی چھٹی کرنے کو باعثِ اجر و ثواب جانتے ہیں اور بعض اس دن مٹی کے برتنوں کو توڑ دیتے ہیں اور بعض تعویذات بنوا کر مصائب اور امراض سے بچنے کی غرض پہنا کرتے ہیں۔ یہ خالص وہم پرستی ہے جس کا ترک کرنا ضروری ہے۔ ارشاداتِ نبویہ ﷺ میں ان اوہام کی تردید کی گئی ہے۔ بحیثیتِ مسلمان ہمیں آقائے نامدار سردارِ دو جہاں ﷺ کے فرامین کی اتباع کرنی چاہئے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ : ''مرض کا لگ جانا، الّو اور صفر میں نحوست یہ باتیں بے حقیقت ہیں اور جزامی شخص سے اس طرح بچو جس طرح ببر شیر سے بچتے ہو''۔

اسی طرح حضرت جابرؓ کی روایت امام مسلمؒ نے نقل فرمائی ہے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ :

''میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے مرض لگ جانا، صفر اور غول بیابانی سب خیالات ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں''۔

اسی مناسبت سے ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے ایک غلام سے کہہ رکھا تھا کہ تو صبح سویرے مجھے اپنی صورت نہ دکھایا کر اس لئے کہ تو منحوس ہے ورنہ تیری نحوست کا اثر میرے اوپر شام تک رہے گا۔ اتفاق سے ایک دن وہ غلام صبح سویرے کسی کام سے بادشاہ کے پاس چلا گیا، تو بادشاہ نے اس کو تنبیہ کی اور حکم دیا کہ اس کو شام تک کوڑے لگائے جائیں، شام ہونے پر بادشاہ نے کہا : آئندہ صبح سویرے مجھے اپنا منہ نہ دکھانا غلام نے عرض کیا : ''بادشاہ سلامت! منحوس میں نہیں آپ ہیں کہ صبح میں نے آپ کا اور آپ نے میرا چہرہ دیکھا تھا آپ کا چہرہ دیکھنے سے مجھے یہ انعام ملا کہ شام تک کوڑے لگتے رہے اور میرا بابرکت چہرہ دیکھنے کے بعد آپ صبح سے شام تک صحیح سلامت رہے''۔

بادشاہ یہ سن کر متاثر ہوا، اور اس کو آزاد کر دیا اور کہا کہ یہ نحوست کوئی چیز نہیں لوگوں کی بناوٹی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس ماہِ صفر سے وابستہ اسلامی تاریخ نے تو ہم پرستی، نحوست، ناکامی اور بدشگونی کو مسرت و شادمانی، کامیابی و کامرانی میں تبدیل کر دیا، اسی مہینہ میں مسلمان مشرکین کے پنجۂ استبداد سے نجات پا کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے، جو آگے چل کر اسلامی فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اسی ماہِ صفر میں ''حضرت زینب بنت خزیمہؓ، صفیہ بنت حیئؓ'' آنحضرت ﷺ کی نکاح میں داخل ہوئیں اور مسلمانوں کی مائیں بن گئیں۔ خود حضرت فاطمہؓ کا نکاح بھی اسی ماہ میں ہوا۔ یہ تمام واقعات ہمیں تو ہم پرستی، نحوست اور بدشگونی کے تاریک طلسم سے نکال کر خیر و برکت، خوشی و مسرت، شادابی و کامرانی کے سدا بہار ماحول میں لا کھڑا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں شریعتِ مطہرہ کی کامل اتباع نصیب فرمائے۔ (آمین)

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی
استاذ حدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

# اشکِ غم

بسانحہ ارتحال اہلیہ محترمہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب مدظلہ العالی

نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک و والدہ محترمہ مولانا حافظ سلمان الحق صاحب زیدمجدہ

تاریخ وفات: ۳۰رنومبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ

پیکر حلم و حمیت سوئے جنت وہ گئیں　　باوقار وشان وشوکت سوئے جنت وہ گئیں
سوگوار و غمزدہ حقانیہ کی ہے فضا　　تھیں عفیفہ باکرامت سوئے جنت وہ گئیں
کس قدر وقت جنازہ تھا ہجومِ صالحاں　　اللہ اللہ یہ سعادت سوئے جنت وہ گئیں
زندگی کی وقف بہرِ خدمت شیخ الحدیث　　کرگئیں وہ ہائے رحلت سوئے جنت وہ گئیں
تھا بہت مشہور ان کا وصف جود وہم عطا　　آفریں شانِ سخاوت سوئے جنت وہ گئیں
باعثِ صدر رشک واللہ زندگی ان کی رہی　　تھیں جو بانو نیک سیرت سوئے جنت وہ گئیں
ان کی تربت ہو خدایا روزوشب صبح و مسا　　مہبطِ انوار و رحمت سوئے جنت وہ گئیں
خاندانِ شیخ پر ٹوٹا ہے کوہ درد وغم　　آگئی آوازِ فرقت سوئے جنت وہ گئیں
بہرِ نسواں تھا نمونہ ان کا کردار وعمل　　صورتِ فقر وقناعت سوئے جنت وہ گئیں
ہوگئی برپا قیامت بردلِ انوار حق　　ہائے یہ قطعِ رفاقت سوئے جنت وہ گئیں
ان کے فرزند سب کے سب حفاظ قرآن کریم　　آفریں یہ بخت وقسمت سوئے جنت وہ گئیں
ہے دعائے فانی ہو شافع اسی کا روزِ حشر　　حاملِ ختمِ نبوتؐ سوئے جنت وہ گئیں

☆☆☆

جناب شفیق الدین فاروقی

# دارالعلوم کے شب وروز

## حضرت مہتمم صاحب کے اسفار:

۵ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو لاہور میں ملک میں آئندہ الیکشن کے لئے دینی جماعتوں پر مشتمل ''متحدہ دینی محاذ'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ۱۰ ر دسمبر بروز پیر کو دینی محاذ کا اہم اجلاس اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ بعد میں قائد جمعیت مولانا سمیع الحق نے کونسل میں شامل جماعتوں کے قائدین کے ہمراہ محسن پاکستان محترم جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب سے ان کی رہائش گاہ پر ان سے ملکی اور بین الاقوامی سیاسی صورتحال پر ایک گھنٹہ تفصیلی ملاقات وتبادلہ خیال کیا۔

۱۵ر دسمبر کو حضرت مولانا مہتمم صاحب مدظلہ کوہاٹ تشریف لے گئے اور وہاں پر جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہؒ کی یاد میں منعقدہ تعزیتی اجتماع جامعہ اسلامیہ میں شرکت کی اور آپ کے صاحبزادگان مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا عبدالرحمٰن اور حافظ جمیل الرحمٰن سے آپ نے تعزیت کی۔ اور شیخ الحدیث کی قبر پر فاتحہ خوانی کی گئی۔ اس کے علاوہ آپ نے مدرسہ قاضی حسام الدین میں مفتی محمد نعیم کی تعزیت بھی کی۔ اس موقع پر علماء اور طلباء کے بڑے مجمع سے خطاب کیا، یہاں سے فارغ ہوکر مسلم لیگ کے ضلعی صدر ملک محمد اسد کی طرف سے دیئے گئے ظہرانے میں شرکت کی۔ اور اس موقع پر سابق ایم این اے جاوید ابراہیم پراچہ کی عیادت بھی کی۔

۱۶ر دسمبر کو لاہور میں واہگہ بارڈر تک کیے گئے ''دفاع پاکستان کارواں'' کے تحت لانگ مارچ میں شرکت کی اور مختلف مقامات اور ٹی وی چینلو وقت اور ایکسپریس کا دورہ کیا اور انٹرویوز بھی دیئے۔

اسی طرح مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے اسلام آباد میں پلڈاٹ کی دعوت پر آل پارٹیز کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے شرکت اور نمائندگی کی۔ اس کانفرنس میں پاکستان کی تمام مذہبی وسیاسی پارٹیوں کے لیڈران اور اہم ترین نمائندوں نے شرکت کی۔ مولانا کی معاونت مولانا اسرار حقانی نے کی۔

**دارالعلوم میں مہمانوں کی آمد:** برما کے مولانا عثمان جہانگیر صاحب اپنے وفد کے ہمراہ جناب یعقوب صاحب، جناب محمد حسن صاحب، جناب اشرف صاحب دارالعلوم تشریف لائے۔ اور حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور مولانا راشد الحق صاحب سے ملاقات کی۔ مولانا جہانگیر صاحب برما میں ماہنامہ ''الحق'' کے قدیم قاری اور سرپرست ہیں۔ آپ دارالعلوم کے انتہائی مخلص جناب ایوب مامون صاحب ساکن کراچی کے قریبی عزیز ہیں۔

ادارہ

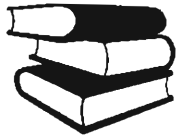

# تعارف وتبصرہ کتب

کتاب: مجموعۃ الفتاویٰ جدید (کفایت المفتی وفتاویٰ محمودیہ) ۷ جلد

ضخامت: ۳۹۱۴ قیمت : درج نہیں ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ گوجرانوالہ

علمی میدان میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ کے ناموں سے کون واقف نہیں، ان کے دیگر علمی کارناموں کے علاوہ فتاویٰ کفایت المفتی اور فتاویٰ محمودیہ ارباب فتویٰ پر احسان عظیم ہے کوئی مدرسہ لائبریری اور دارالافتاء شاید اس سے خالی ہو، یہ محنت اور کام کی قبولیت کی علامت ہے۔ان فتاویٰ میں بعض ایسے مشکل عقدوں کا حل موجود ہے جو کسی دوسرے فتاویٰ میں نہیں، اس اہمیت کی بناء پر مکتبہ شرکت علمیہ گوجرانوالہ نے دونوں فتاوؤں سے اہم اہم سوالات کو منتخب کر کے یکجا شائع کر دیئے ہیں جس کو اگر خلاصہ بھی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔مفتیان کرام کو تو عام اور آسان سوالات پر فتاویٰ مل سکتے ہیں لیکن مشکل اور پیچیدہ سوالات کیلئے اگر اس پر اکتفاء کیا جائے تو بھی مسئلے حل ہونے کی امید ہے۔مجموعۃ الفتاویٰ جدید کی پہلی جلد کتاب العقائد۔کلمات کفر، تقلید اور ردِ شیعیت پر مشتمل ہے۔بندہ نے اس جلد کا کئی مقامات کا مطالعہ کیا الحمد للہ مرتبین نے اس پر کافی محنت کی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محنت اور کام کو قبول فرمائیں (آمین)۔البتہ کتاب کے شروع میں مقدمہ نہیں جو کہ ضروری تھا کہ کن علماء کرام کی نگرانی میں یہ کام سرانجام ہوا ہے، مؤلف کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے، نیز دونوں فتاوؤں سے سوالات کے انتخاب کی بنیاد کیا ہے اس کا ذکر بھی نہیں ہے جو کہ ضروری تھا۔

---

نام کتاب: مرام الکلام فی عقائد الاسلام مصنف: علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ

تعداد صفحات: 400 قیمت: 650روپے

علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ سرزمین پنجاب سے اٹھنے والے تیرہویں صدی کے ایک عظیم نابغۂ روزگار تھے۔آپ ۱۲۰۹ ہجری میں ملتان کے ضلع مظفر گڑھ کے ایک گاؤں پرہاڑ میں پیدا ہوئے۔بیک وقت علوم قرآن وحدیث، عقائد، شعر وادب، فلسفہ ومنطق، طب، فلکیات، ہندسہ، علم نجوم وغیرہ میں مہارت رکھتے تھے۔ان موضوعات پر آپ نے اپنے پیچھے ایک بہت بڑا تحریری سرمایہ چھوڑا۔___ زیر تبصرہ کتاب علم کلام پر آپ کی بہترین کتابوں میں سے ہے۔اس کے آغاز میں چار مقدمات ہیں۔پہلے مقدمے میں علم کلام کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔دوسرے میں مختلف بدعتی فرقوں کی تفصیل ہے۔تیسرے میں اہل سنت والجماعت اور چوتھے میں تصوف کی حقیقت کا بیان ہے۔اس کے بعد والے چند ابواب میں کلامی مسائل میں

استعمال ہونے والے اصطلاحات فلسفہ کی مختصر، صاف اور بے غبار تشریح ہے۔ پھر علم کلام کے مسائل کا ذکر ہے۔

کتاب کا مطالعہ کرتے وقت اس کی بہت سی خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ علم کلام میں متاخرین کی کتابوں کے برعکس یہ کتاب انتہائی عام فہم اور سادہ اسلوب میں تحریر کی گئی ہے۔ کلامی مسائل کی تشریح و توضیح میں عام روش کے بر خلاف، قرآن سنت کی نصوص سے بکثرت استشہاد کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض ایسے مسائل کا بھی ذکر ہے جو عموماً علم کلام کی مروجہ کتابوں میں نہیں ملتے۔ مثلاً آپ ﷺ کے والدین کے اسلام کا مسئلہ، مردوں کے لئے قرآن کے ذریعے ایصال ثواب، مذاہب اربعہ کی حقانیت اور قرآن کی تفسیر و تاویل پر کلام وغیرہ۔ مصنفؒ نے جس ماخذ سے استفادہ کیا ہے، جابجا ان کے حوالے بھی دیے ہیں۔ ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے پتا چلتا ہے کہ کن دور دراز ماخذ تک آپ کی رسائی تھی اور آپ کا مطالعہ کس قدر وسیع اور متنوع تھا۔ کتاب پر تحقیق و تعلیق کا کام مولانا سلمان حسن صاحب نے کیا ہے اور سچ یہ ہے کہ بہت محنت اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ جن مصادر سے حضرت مصنفؒ نے استفادہ کیا ہے، ان تمام کے حوالہ جات آپ نے بقید صفحہ و جلد حاشیہ پر لکھ دیے ہیں۔ جن شخصیات و اعلام کا ذکر کتاب میں آیا ہے ان سب کا اجمالی تذکرہ آپ نے مستند ماخذ سے حاشیے پر درج کیا ہے جہاں پر مصنفؒ نے بیاض چھوڑا ہے وہاں آپ ماخذ کی روشنی میں مسئلہ کی تشنگی دور کرنے کی کوشش کی ہے اس کے علاوہ کتاب کے شروع میں ایک تفصیلی مقدمہ بھی سپرد قلم کیا ہے۔ جس میں حالات مصنف، مصنفؒ کا منہج و اسلوب ماخذ، شیخ اکبر اور ملا کی قاریؒ کے متعلق حضرت مصنفؒ کا موقف وغیرہ تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ مکتبہ زم زم نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق کتاب کو بہترین سفید کاغذ، مضبوط جلد اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس عظیم اور اہم کتاب کی اشاعت پر مکتبۂ زم زم لائق صد تحسین و آفرین ہے۔ امید ہے کہ شائقین علم ان کی اس کاوش کو بنظر تحسین دیکھیں گے اور اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

---

کتاب۔ محبت نبوی کے تقاضے　　مصنف مولانا محمد اکرم طوفانی　　صفحات ۱۴۳

ملنے کا پتہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ نبوت، لکڑ منڈی سرگودھا

اللہ جل جلالہ اپنے شاہانہ کلام قرآن مجید میں فرماتے ہیں النبی اولی بالمومنین من أنفسهم "نبی ﷺ کا حق مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ ہے" یہی آیت ہر مسلمان کو خاتم الانبیا ﷺ کی عزت، عظمت، شرف اور مقام و مرتبے کا تعین کرتی ہے کہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات کتنی بلند شان والی ہے۔ زیر نظر کتاب بھی سید الکائنات حضرت محمدؐ کی عزت، عظمت، اور شان رسالت پر مر مٹنے والوں کے دلدوز اور ایمان افروز حالات و واقعات کا مجموعہ ہے جنھوں نے شان رسالت پر اپنا تن من دھن قربان کر دیا۔ تحفظ ختم نبوت کے عظیم مجاہد مولانا اکرام طوفانی اس کاوش پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے دل میں حرارت ایمانی اور عشق رسالت کا جوش و جذبہ محسوس کرے گا۔

---

نئی
Easy Tear
پیکنگ میں
نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور کھانسی!
Take NO Tension
Take Sualin
with TOOT SIYAH efficacy
ہمدرد

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

[illegible] کورڈ ایریا - [illegible] منزلہ مسجد - کشادہ ہال - گیلریاں
وسیع صحن - تین اطراف سے برآمدے - [illegible] میں دارالحفظ والتجوید کا قیام -
الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

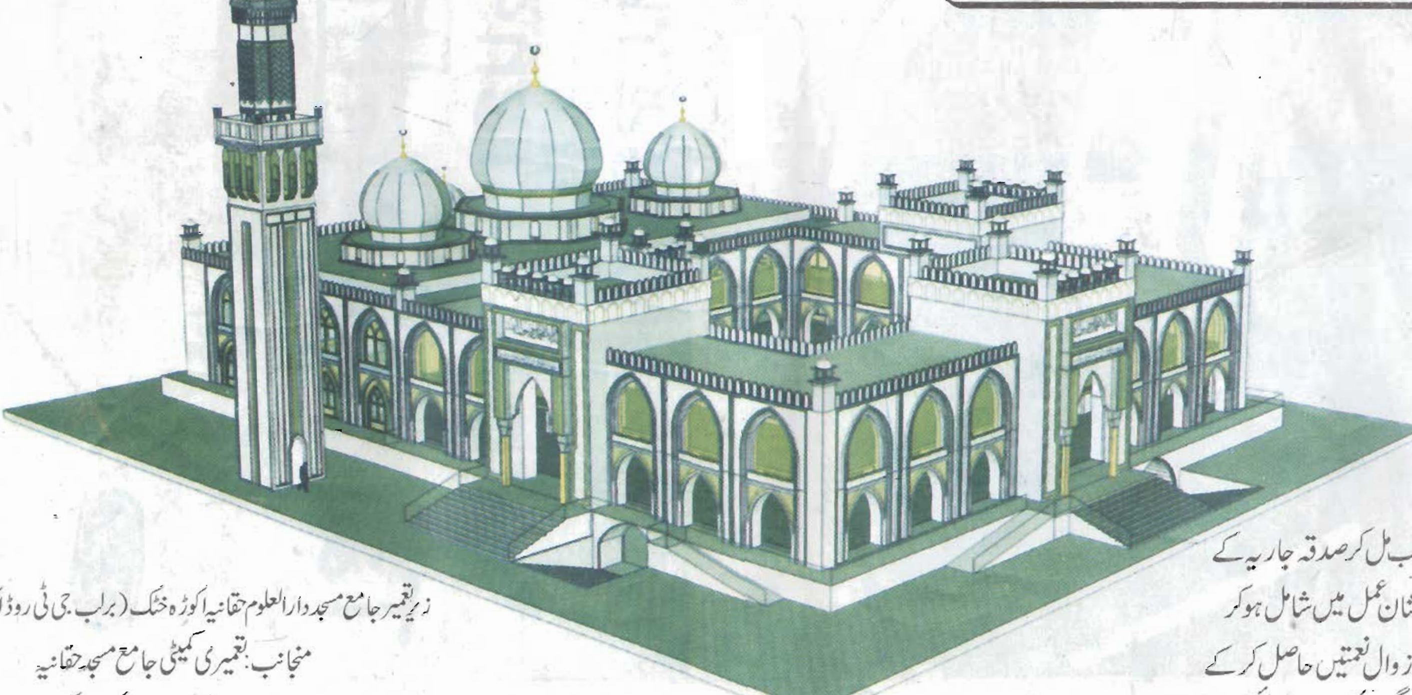

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک